حیدریم قلندرم مستم

بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

۷۸۶
۱۶۹

کلیاتِ حیدری

نوحہ جات، سلام ہا، مرثیہ ہا، مناقب،
قصائد، نعت، مناجات، ساقی نامہ، غزلیات،
قطعات، مسدسات، مخمسات وغیرہ،

مجموعۂ کلام

مرحوم و مغفور رئیس مرزا قنبر علی بیگ حیدریؔ

۷۸۶
۱۶۹

حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علیؑ ہستم

کلیاتِ حیدری
اردو

نوحہ جات، سلام ہا، مرثیہ ہا، مناقب، قصائد، نعت، مناجات
ساقی نامہ غزلیات، قطعات، مسدسات، مخمسات وغیرہ۔

مجموعۂ کلام

رئیس مرحوم و مغفور مرزا قنبر علی بیگ حیدری

مرتب

اجمل بیگ ۔ ق ۔ مرزا اجمل

ناشر

رئیس مرزا ذاکر حسین بیگ ابنِ مرحوم مرزا قنبر علی بیگ حیدری
ٹنڈو ٹھوڑو، پھلیلی ۔ حیدر آباد سندھ

سنہ ۱۹۸۴ء
سنہ ۱۴۰۴ھ

ایڈیشن : پہلا

تعداد : ایک ہزار

سال : ۱۹۸۴ء / ۱۴۰۴ھ

ناشر :

رئیس مرزا ذاکر حسین بیگ ابن مرحوم رئیس مرزا قنبر علی بیگ حیدری

ٹنڈو ٹھوڑو، پھلیلی، حیدر آباد سندھ

مطبوعہ :

حیدری پرنٹنگ پریس، لجپت روڈ، حیدر آباد سندھ

maablib.org

فہرست

دیباچہ

مرحوم و مغفور رئیس مرزا قنبر علی بیگ حیدری کی کلیات دو حصوں سندھی اور اُردو کلام پر مشتمل، ناظرین کرام کے لئے پیش خدمت ہے، جو کہ مراثی، سلام، نوحوں، بزرگانِ دین کی شان میں کہے ہوئے قصائد، رباعیات اور قطعات وغیرہ سے مزیّن اور مرتب ہے۔ اُن کے علاوہ کلیات کے سندھی کلام والے حصے میں، آپ کی اوائلی غزل اور کافیاں بھی شامل کی گئی ہیں۔ تاکہ آپ کا سارا دینی وغیر دینی (دنیوی) کلام ایک ہی جگہ جمع کیا جا سکے۔

معلوم رہے کہ حیدری مرحوم کے کلام کے خاص مضامین حمدِ باری تعالیٰ، نعت شریف، مراثی، سلام، نوحہ، مناجات، مناقب، قصائد، اخلاق، پند و نصائح پر مشتمل ہیں۔ اُن کی سندھی زبان کی غزل اور کافیاں اور شعر و شاعری کے چند دیگر اصناف پر کہا ہوا کلام، ابتدائی یا جوانی کے دور کا سمجھنا چاہئے جو اگرچہ مختصر ہے، "تاہم بقامت کم و بہ قیمت اہم" کے مصداق ہے اور ہرگز فراموش کرنے کے لائق نہیں ہے۔ چونکہ آپ شگفتہ طبیعت کے مالک اور خوش مزاج بھی تھے، لہٰذا آپ کے کچھ کلام میں، مزاحیہ عنصر بھی شامل ہو گیا ہے۔

آپ کا اکثر و بیشتر کلام علم عروض کے مطابق ہے، سوائے چند سندھی کافیوں اور قدیم طرز پر لکھے ہوئے سندھی ابیات کے۔

اس کلیات کے حصۂ اُردو میں جو کلام درج ہے، وہ قیام پاکستان کے بعد کا ہے جو کہ اُردو زبان کے طرحی اور غیر طرحی مشاعروں اور مجالس کا مرہونِ منت ہے۔ اگرچہ اُردو کے اہلِ زبان شاعر نہ تھے، تاہم اُن کی اُردو شاعری پر دل کھول کر داد دی جاسکتی ہے۔ کلیات کا حصۂ اُردو، حصۂ سندھی سے حجم میں زیادہ ہے۔ اُمید ہے کہ اُردو کے شعرائے کرام، حیدری صاحب مرحوم کی اس کوشش کو سراہیں گے، اور دل سے داد دیں گے۔ اُردو میں اتنا کلام لکھ کر، حیدری مرحوم نے بڑی ہمت اور جرائت سے کام لیا ہے۔ یقیناً اس بات سے اپنی قومی اور اسلامی زبان اُردو کے لئے اُن کے دل میں جو محبّت اور عقیدت جاگزیں تھی، وہ اظہر من الشمس ہے۔

حیدری صاحب مرحوم کے اُردو اور سندھی کلام کو یکجا کرنے اور ترتیب دینے کا کام، راقم الحروف نے، مرحوم حیدری صاحب کے لائق اور فائق فرزند کلاں مرزا ذاکر حسین بیگ صاحب کی فرمائش پر سرانجام دیا ہے، اگرچہ اس کام کو سرانجام دینے میں راقم الحروف کو بہت سی مشکلیں بھی پیش آئیں لیکن وہ مشکلات مولٰے پاک کی مہربانی اور کرم سے آسان ہوتی گئیں۔ جس کے بطور نتیجہ حیدری مرحوم کی یہ کلیات زیورِ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر ناظرین کرام کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے۔

مرزا ذاکر حسین بیگ صاحب نے اس کلیات کو شائع کرانے میں اپنا زرِ کثیر خرچ کیا ہے اور بڑی کوشش کی ہے۔

والسلام

الراقم

اجمل بیگ۔ ق۔ مرزا۔ اجمل
ایم۔ اے

تلیج آباد (ٹنڈو ٹھوڑو) پھلیلی حیدرآباد، سندھ

حیدرآباد سندھ

۱۹۸۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؒ

مختصر سوانح حیات

مرحوم رئیس مرزا قنبر علی بیگ حیدری ابن مرحوم رئیس مرزا منوچہر بیگ صاحب

مرحوم مرزا قنبر علی بیگ ابن مرحوم مرزا منوچہر بیگ صاحب، متخلص بہ حیدری، حیدرآباد سندھ کے ایک مشہور و معروف علاقہ ٹنڈو ٹھوڑد (پھلیلی) میں، محلہ مرزا صاحبان میں، جو آج کل "قلیچ آباد" کہلاتا ہے، بتاریخ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء میں تولد ہوئے۔ اُن کے والد ماجد مرزا منوچہر بیگ مرحوم صاحب چونکہ بار۔ ایٹ۔ لا کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے انگلستان روانہ ہوئے، لہٰذا حیدری صاحب کی دیکھ بھال، اُن کے ماموں رئیس خاں بہادر مرزا سکندر بیگ صاحب مرحوم کے ذمہ رہی۔ صغر سنی سے ہی حیدری صاحب نہایت محنتی اور جفاکش تھے۔ اُنہیں قدرت نے تیز ذہن عطا کیا تھا، لہٰذا اپنے درسی وغیرہ کتب کے بابوں کے باب، اُنہیں بر زبان یاد رہتے تھے۔ کتاب کو اپنا ایک مخلص رفیق سمجھتے تھے اور جب تک کوئی کتاب شروع سے آخر تک پڑھ کر پوری نہ کرتے تھے، اُسے ہاتھوں سے نہیں چھوڑتے تھے، چاہے کتاب پڑھتے پڑھتے ساری رات کیوں نہ بسر ہو جائے۔

انگریزی کی ابتدائی تعلیم، درجہ اوّل سے میٹرکیولیشن (بمبئی یونیورسٹی) تک، انہوں نے حیدرآباد کے ایک مشہور ہائی سکول اکیڈمی میں حاصل کی، جو آج کل گورنمنٹ ہائی سکول حیدرآباد کہلاتا ہے۔

کالج کی تعلیم کے اوائلی دور میں، پہلے تو بائیالاجی، (علم حیات) بطور ایک مضمون کے اٹھایا، لیکن بعد میں اُسے ترک کر کے، آرٹس کی طرف راغب ہوئے۔ انگریزی کی اعلیٰ تعلیم، کراچی کے ڈی۔ جے کالج اور ڈی۔ جے نیشنل کالج حیدرآباد میں پائی (جو آج کل گورنمنٹ کالج حیدرآباد کہلاتا ہے) حیدریؔ صاحب ہوشیار کھلاڑی اور شکار کے شوقین تھے۔ سکول کے بیرونی کھیلوں میں سے کرکٹ اور ٹینس اُنکو بہت پسند تھی۔ سکول میں اِن کھیلوں میں کپتان بھی خود ہی تھے۔ سکول کے اندرونی کھیلوں میں سے ٹیبل ٹینس اُنکا مرغوب کھیل تھا۔

مختلف ممالک کے پوسٹ کے ٹکٹ اور سکّے (قدیم وجدید) جمع کرنے کا انہیں بہت شوق تھا۔ مختلف انواع کے خوبصورت پرندے اور جانور (گھوڑے، بیل، گائیں، بھینسیں، ہرن، مچھلیاں وغیرہ) پالنے کا بہت شوق تھا۔ آپ موسیقی کے استاد اور دلدادہ تھے۔ مغربی اور دیسی ساز بجانا خوب جانتے تھے۔ قدرت نے انہیں نہایت اچھا گلا اور عمدہ بلند اور لوچدار آواز عطا کی تھی۔ کالج کے تعلیمی دور میں، سٹیج ڈراموں کا بندوبست، آپ ہی کے ذمہ ہوا کرتا تھا اور کالج کی ڈرامائی سوسائیٹیوں کے بھی آپ ہی سکریٹری ہوا کرتے تھے۔ شعروشاعری میں اُن کے استاد حضرت شمس العلماء خان بہادر مرزا قلیچ بیگ مرحوم (تمغۂ قیصرِ ہند) تھے۔ حیدریؔ صاحب، مرحوم مرزا قلیچ بیگ صاحب کے بڑے بھتیجے، مرحوم رئیس مرزا منوچہر بیگ صاحب کے اکلوتے فرزند تھے۔

بمبئی یونیورسٹی سے ایل ایل۔ بی کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کرنے کے بعد، ۱۹۳۴ء میں حیدری صاحب نے قانون (وکالت)

کا پیشہ اختیار کیا اور اپنے ماموں، مرحوم رئیس خان بہادر مرزا سکندر بیگ صاحب کے ساتھ، وکالت میں شرکت کی۔ وکالت کی پریکٹس کے دوران، مرحوم خان بہادر صاحب کے زیرِ نگرانی، کام اور رہنمائی حاصل کرتے رہے، جلد ہی انہیں اے۔ پی۔ پی مقرر کیا گیا بعد ازاں ۴۰-۱۹۳۹ء میں، جوڈیشری میں، بطور سب جج اور فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کے عہدے پر فائز ہوئے اور انہیں، میر پور خاص (ضلع تھرپارکر) میں مقرر کیا گیا۔ لیکن چند ہی برسوں کے بعد انہیں، ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اور سیشن جج اور بعد ازاں ۱۹۵۳ء میں انہیں ترقی دے کر، ڈسٹرکٹ اینڈ سیشنس جج متعین کیا گیا۔ اسی درجہ کے تحت انہیں، سارے صوبہ سندہ میں بطور سپیشل جج اینٹی کرپشن حیدر آباد، سپیشل جج (سینٹرل) کراچی اور آخر میں چیرمین انڈسٹریل کورٹ کراچی مقرر کیا گیا، جہاں سے ۱۹۶۶ء میں، جوڈیشل سروس سے پنشن پر آئے۔

اپنے سروس کے سارے عرصہ میں حیدری صاحب مرحوم، ہر ایک سے بغیر خوف و خطر اور بغیر رُو رعایت انصاف کرتے رہے اور اپنے پیچھے ایسا نیک نام چھوڑا کہ مستقبل میں، ہر ایک کو، حیدری صاحب کا نام سدا یاد رہیگا۔ انہیں بعض اوقات تو ایسے کیسوں کے بھی فیصلے دینے پڑتے تھے، جن میں ان کے اپنے گہرے دوست ملوث ہوتے تھے، لیکن کبھی بھی ایسے کیسوں میں، اپنے دوستوں کے خلاف فیصلہ دینے سے نہیں ہچکچاتے یا گھبراتے تھے، حالانکہ اُن کو معلوم ہوتا تھا کہ جن کے خلاف آپ فیصلہ دے رہے ہیں وہ آپ کے گہرے دوستوں میں سے ایک ہیں۔ اکثر و بیشتر آپ فرماتے تھے کہ جو بھی جج، عدالت کی کرسی پر بیٹھتا ہے، وہ اللہ پاک کا جوابدہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اُس جج کو، عدالت کی کرسی کی عزت اور توقیر، بہتر طور قائم

رکھنی چاہئیے اور جو بھی اِس کرسی کے ساتھ خیانت کرتا ہے، وہ گویا اللہ پاک جل شانہٗ کے ساتھ خیانت کرتا ہے، ایسا جج، ہرگز بخشا نہیں جائے گا۔

ایک والد کی حیثیت سے حیدری صاحب، اپنی اولاد کے ساتھ ہمیشہ، نہایت محبّت اور شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے اور اپنی اولاد کی نہایت اچھے نمونے سے پرورش اور حفاظت کرتے تھے اور سب کو ایک ہی جیسا چاہتے تھے اور پیار کرتے تھے۔ لیکن چونکہ مرزا ذاکر حسین بیگ صاحب (جو آج کل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے عہدے پر فائز ہیں) ان کے بڑے فرزند ہیں، لہٰذا ان کو زیادہ چاہتے تھے اور جب کبھی، کسی طرف جاتے، تو اُن کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اپنی اولاد کی دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم دلانے کی اُن کو ہر وقت بڑی فکر رہتی تھی، تاکہ دینی تعلیم کی روشنی میں اُنکی اولاد پروان چڑھ سکے۔ اپنی اولاد کو ہمیشہ اپنی زرعی زمین اور باغات کے بندوبست اور دیکھ بھال کی طرف راغب رکھتے تھے اور اُن کو ہمیشہ یہ ہدایت کیا کرتے تھے کہ یہ بات بہتر ہے کہ تم میرے ہوتے ہوئے اور میری زندگی میں ہی اپنا نفع اور نقصان ہر زاویہ سے دیکھو، تاکہ میری وفات کے بعد، بے راہ اور گمراہ نہ ہوسکو۔

مرحوم حیدری صاحب، اپنی اولاد کے ساتھ ہمیشہ، اپنے دوستوں جیسا سلوک رکھتے تھے اور ان کو فرماتے تھے کہ آپ اپنے والدین پوری طرح اعتماد اور بھروسہ رکھیں۔

ایک انسان یا مسلمان کے لحاظ سے مرحوم حیدری صاحب بہت رحمدل، خدا ترس اور ہر ایک کے خیر خواہ اور خیر اندیش اور مددگار ہوتے تھے۔ لوگوں سے ہمیشہ محبّت، خوش خُلقی اور رحمدلی کے برتاؤ کرنے میں ایمان رکھتے تھے۔ اور ہمیشہ حاجتمندوں اور غریبوں کی حاجت روائی

اور املا دکیا کرتے تھے۔ ایسے مہربان تھے کہ یہ بات ہرگز برداشت نہیں کرتے کہ کوئی غریب یا ضرورتمند، اُن کی دہلیز سے نراس یا نا اُمید ہو کر لوٹ جائے۔ اپنی اولاد کو ہمیشہ فرماتے تھے کہ وہ لوگ، جو امداد کی اُمید لیکر، میرے دَر پر آتے ہیں، وہ صرف اِسی باعث کہ اللہ پاک جلّ شانہٗ نے اپنے رحم اور کرم سے، مجھے سب کچھ دے رکھا ہے اور ہر طرح سے اِس بندہ کو نوازا ہے۔ بصورتِ دیگر، کوئی بھی حاجتمند، کسی ایسے شخص کا دروازہ ہرگز نہیں کھٹکھٹایا کرتا، جو خود غریب اور مفلس ہو، یعنی، فقیر کبھی بھی فقیر سے سوال نہیں کرتے۔

طبعی طور پر، مرحوم حیدری صاحب نہایت رحمدل، فراخدل، ہنس مُکھ، ملنسار، خوش خلق، خوش طبع، خوش مزاج، سادہ مزاج، ایک دیندار اور پکّے مسلمان تھے اور اللہ پاک جلّ شانہٗ کے نیک، پاکباز اور عبادت گذار بندوں میں سے ایک تھے۔

دُعا ہے کہ اللہ پاک جلّ شانہٗ اُن کی رُوح پُر فتوح کو اعلیٰ علّیین میں جگہ بخشے اور اُن کی اولاد کو، اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ثمّ آمین!!

حیدری صاحب مرحوم، صغر سنی میں، اپنے والد بزرگوار اور خاندان کے دوسرے لوگوں کے ساتھ ایران، عراق، شام اور دوسرے عرب ملکوں میں زیارات مقدسہ کے لئے روانہ ہوئے۔ پھر ۱۹۷۲ء میں اپنے قبیلہ کے ساتھ ایران، عراق و شام وغیرہ کی زیارات کیلئے روانہ ہوئے اور بتاریخ ۲۱ ستمبر ۱۹۷۲ء کو، مشہد مقدس (ایران) پہنچے۔

ایران کی اس مسافری کے دوران، ان کی طبیعت ناساز تھی۔ ساری مسافری میں مراثی، سلام، نوحے اور مناقب کا ورد کرتے رہے۔

خصوصاً وہ منقبت، جس میں حضرت امام علیہ السلام سے انہوں نے بار بار استدعا کی ہے کہ "نجف یا کربلا میں میری قبر ہو"

زیارات پر روانہ ہونے سے قبل، چند عزیز و خویش و اَحبا نے اُن سے کہا کہ آپ طبیعت میں ناساز اور کمزور ہیں۔ لہٰذا اس دشوار گزار اور دراز سفر کی تکالیف برداشت نہیں کر سکیں گے، اُس پر آپ البتہ خفا اور ناراض ہوئے اور اُنہیں کہنے لگے کہ "حضرت امام علیہ السّلام نے اِس بندے کو اپنے ہاں بلوا بھیجا ہے، میری حفاظت اور نگرانی بھی آپ ہی کریں گے۔"

—— بتاریخ ۲۴ ستمبر ۱۹۷۲ء کو، اپنے بال بچوں سمیت، حضرت خواجہ اَبا صلت (رح) کی زیارت پر گئے، خواجہ صاحب، حضرت امام رضا علیہ السلام کے انصاروں میں سے ایک معروف و بزرگ انصار تھے، جن کے نام، مشہد مقدس میں ایک وسیع تر قبرستان ہے حضرت خواجہ صاحب کے مزار پر پہنچ کر، عرض کرنے لگے کہ "اے خواجہ صاحب! مجھے یا تو امام علیہ السّلام سے عرض کر کے صحتِ کامل اور شفائے عاجل دلوائیں یا انہیں عرض کیجئے کہ اس بندۂ حیدری کو اب اپنے ہاں بلوائیں۔" اللہ پاک جل شانہٗ نے اُن کی یہ عرض، بطفیل حضرت چہاردہ معصومین قبول فرمائی اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے، اپنے فدائی اور حیدری بندے کو اپنے پاس بلوا لیا۔ بتاریخ ۲۵ ستمبر ۱۹۷۲ء کو سارا قبیلہ، تہران کو جا رہا تھا، تاکہ عراق اور شام کی مقدس زیارات کی جا سکیں۔ آپ مشہد مقدس میں، بس اسٹاپ کے قریب بس کی آمد کے انتظار میں کھڑے تھے کہ آپ کو اچانک، دردِ شکم کی شکایت پیدا ہوئی۔ کہنے لگے کہ درد تو اتنا شدید ہے کہ میں کھڑا بھی نہیں ہو سکتا۔ اُس پر بچوں نے بس اسٹاپ

پرستش بچھایا اور انہیں لٹا دیا۔ آپ کی حالت، دِگرگوں ہونے لگی۔ لہٰذا اُن کے بڑے فرزند اور دوسرے لوگوں نے اُنہیں خواجہ مسافر خانہ (مشہد)" میں واپس لائے، جہاں پر شروع میں آ کر ٹِکے تھے۔ اُن کے فرزند کلاں مرزا ذاکر حسین بیگ ایکدم ڈاکٹر کو لانے کے لئے دوڑے اور ہر وہ کوشش کی، جو ایک غریب الدیار آدمی سے، ایک غیر ملک میں پہنچ سکتی ہو۔ رات کو تقریباً ۸ - ۹ بجے، اِس حیدری بندے نے رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ہ

آقائے میلانی، مشہد مقدّس کے مجتہدوں میں سے ایک مجتہد کی ہدایت اور مشورے کے مطابق، آپ کو خواجہ اَبا صلت" کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اس طرح، اِس حیدری بندے کے صالح اعمال کے صلہ میں، اللہ پاک جل شانہ نے، آپ کی دِلی آرزو قبول فرمائی اور آپ کو حضرت امام علیہ السّلام کے مہمان خانہ کے لئے چُنا۔

(وفات بتاریخ ۲۵ ستمبر ۱۹۷۲ء بمطابق ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ)



مرزا ذاکر حسین بیگ

مستِ مئے ولائے امام انام ہوں
شبّیر کے غلاموں کا ادنیٰ غلام ہوں
پوچھا کسی نے نام تو میں نے کہا بہ ناز
میں ذاکرِ حسین علیہ السلام ہوں



علی کرد قنبر علی حیدری

چہ غم دارم زِ روزِ حشر چوں قنبر علی گشتم



شبیہ مزار مرزا قنبر علی بیگ حیدری
بمقام قبرستان خواجہ اباصلت مشہد مقدس (ایران)
وفات: بتاریخ ۲۵؍ستمبر سنہ ۱۹۷۲ء مطابق ۱۶؍شعبان المعظم سنہ ۱۳۹۲ھ



مرحوم الحاج زوّار مرزا منوچہر بیگ
خلف الرشید مرزا غلام رضا بیگ

نوحہ-۱

شبیر کے ماتم میں سدا روتے رہیں گے
عصیاں کے دفتر کو صفا دھوتے رہیں گے

بانو نے کہا اٹھو چلیں گھر کو اے بیٹا
کب تک اے میرے لعل یہاں سوتے رہیں گے

جھولا ہے تیرا خالی چلے آؤ اے اصغر
تم نیند کرو تم کو ہوا دیتے رہیں گے

آرام سے کیوں سوتے ہو صحرا میں میرے لعل
گودی کو میرے بھول کے کیا سوتے رہیں گے

پھر لاشہ اکبر کو لگی کہنے وہ دل گیر
اصغر کی خبر لینا کہ وہ ڈرتے رہیں گے

صغرا کو کہو کیا کہیں کچھ ہم کو بتاؤ
پوچھینگی جو ہم سے، تو فقط روتے رہیں گے

ماتم ہے شہیدوں کا کبھی بند نہ ہوگا
یہ نذر کرے اہاتم کے سدا ہوتے رہیں گے

جنت کی سند حیدری! شبیر کا غم ہے
کرتے رہے ہیں زندگی بھر کرتے رہیں گے

نوحہ-۲

ہم کو حسین صاحبِ ایمان کر گئے
اُمت کو بخشوا کے یہ احسان کر گئے

قندیلِ حق جلا دی ظلمت کے دور میں
طفل و جوان و پیر کو قربان کر گئے

بیعت نہ کی یزید کی، حق پر فدا ہوئے
باطل مٹا مٹا کے مسلمان کر گئے

قاسم نثار، اکبر و اصغر فدا کئے
قربان دینِ حق پہ دل و جان کر گئے

کوفیوں نے کاٹ کاٹ کے باغِ رسول کو
ویران پنجتن کا وہ بُستان کر گئے

اصغر اُٹھا کے لے گئے قربان گاہ میں
لیلیٰ کے لاڈلے کو بھی قربان کر گئے

صغرا کو بھولنا نہیں اکبر تیرے نثار
ہے یاد جو کہ عہد اور پیمان کر گئے

مولا حسین کی ہیں یہ ذرّہ نوازیاں
سر دیکے ہم کو خلد بہ دامان کر گئے

اے حیدری! سخی ہیں اور ابنِ سخی حسین
مشکل ہماری دیکھئے آسان کر گئے

نوحہ - ۳

بانو کی تھی یہ صدا بیٹا میری گود میں آ
کیوں ہے تو مجھ سے خفا بیٹا میری گود میں آ

خیمہ میں میں پڑی ہوں تُو جنگل میں ہے جدا
تجھ سے ملائے خدا بیٹا میری گود میں آ

خالی ہے گود میری اور ویران گھر ہوا
آجا تو لوٹ کے آ بیٹا میری گود میں آ

تم نے ہے میرے دودھ کا جوہر دکھا دیا
لعل تو کس سے لڑا بیٹا میری گود میں آ

سُوکھی زباں دکھا کے بڑا کام کر گیا
رُوتے ہیں ارض و سما بیٹا میری گود میں آ

بہلاؤں کس کو جھولے میں جھولا جھلا جھلا
مجھ کو نہ اتنا رُلا بیٹا میری گود میں آ

بتلاؤں میں سکینہ کو تُو ہے کہاں گیا
روتی ہے صبح و مسا بیٹا میری گود میں آ

بے اختیار حیدری ! ہر فرد روتا تھا
سُنتے تھے جب یہ صدا بیٹا میری گود میں آ

نوحہ۔۴

کرتے رہیں گے ماتم، سلطانِ کربلا کا
ہر دم ہے یا دہم کو میدان کربلا کا

لائے حسین رن میں جب شیرخوار اصغر
حجّت تمام کر دی، سوکھی زباں دکھاکر
پیاسا تھا تین دن کا مہمان کربلا کا

بانو سلام لے لو آیا صغیر آیا!
پیاسے گلے میں ہے ہے ہنس ہنس کے تیر کھایا
ننھّا نیرا مجاہد ذیشان کربلا کا

ہیں العطش کے نعرے، کہتی ہے اب سکینہ
سقّا ہو میرے آؤ مرتی ہے اب سکینہ
سوکھا ہوا ہے سارا بستان کربلا کا

کہتی تھی رو کے زینب، اے شمر کچھ حیا کر
سیدانیاں یہ سب ہیں، لوٹو نہ ان کی چادر
دیتے ہیں اپنے ہاتھوں سامان کربلا کا

دیکھو تو راہِ حق میں گھر بار سب لٹا کر
اُمت کو بخشوایا، سجدہ میں سر کٹا کر
نیزے پہ جلوہ گر ہے، قرآن کربلا کا

ہے حیدرؔی سخنور سرکارِ پنجتن کا
کہتا ہے رو کے ہر دم جنبدارِ پنجتن کا
بھولیں گے کیسے مومن احسان کربلا کا

نوحہ ۵

مظلومِ کربلا ہے شاہ ہدا ہمارا
دینِ محمدی کو جس نے دیا سہارا

یہ لعل فاطمہ کا، نازوں سے جسکو پالا
نورِ عین مصطفےٰ کا، اسلام کا اُجالا
چمکا دیا ہے جس نے، اسلام کا ستارا

اصغر کی کیا خطا تھی، بتلا دو اہلِ کینہ
کرتی ہے یاد جس کو اب لاڈلی سکینہ
ننھے سے اس گلے میں حرمل نے تیر مارا

قاسم، عباس و اکبر، معصوم ننھا اصغر
سب کو فدا کیا ہے رن کو چلے ہیں سرور
بے کس کو بے وطن کو کوفیوں نے ہائے مارا

زینب تھی کہتی رو رو قربان جاؤں اکبر
تم بھی نہیں ہو بیٹا، دے کون لا کے چادر
قیدی ہیں آلِ احمد و بے پردہ کنبہ سارا

دیکھی نہ تیری شادی، کڑیل جوان اکبر
سہرے کسے پہناؤں، مجھ کو بتا دے دلبر
سب آس میری ٹوٹی، سب آسرا تمہارا

قیدی کیا حرم کو، خیمہ جلا جلا کر
اسباب لوٹ ڈالا، سر پہ رہی نہ چادر
آلِ نبی کا ہے ہے ویران گھر ہے سارا

کرور دحیدری! تو، ہر وقت نام حیدر
قنبر ہے نام تیرا، تو ہے غلام حیدر
مشکل کشا کے ہم ہیں، مشکل کشا ہمارا

نوحہ-٦

اے سبطِ نبی تیرا، اسلام پہ احساں ہے
نورِ نظرِ زہرا، احمد کا دل و جاں ہے

ہو گوہرِ بحرینی، ہو قرۃ العینینی
آیات بتاتی ہیں، واصف تیرا قرآں ہے

فرماتے تھے شہ بخشو، اُمت کو الٰہی اب
فدیہ میرا اصغر ہے، اور اکبر ذیشاں ہے

اُمت کو بچاؤں گا، گھر بار لٹا کر بھی
احمد کا گھرانا سب، اسلام پہ قرباں ہے

ہاتھوں پہ لئے اصغر، فرماتے رہے حضرت
معصوم ہے، پیاسا ہے، اُمت کا یہ مہماں ہے

ننھی سی زباں اصغر، کوفیوں کو دکھاتے تھے
پانی کے عوض مارا، اک ظلم کا پیکاں ہے

کیوں بند ہوا پانی، احمد کے نواسے کا
طوفانِ بلا کیوں ہے، کیوں تیروں کا باراں ہے

جس گھر میں ملائک بھی، بے اذن نہ آتے تھے
لوٹا ہے اُسے کس نے، گھر کیوں وہی ویراں ہے

خاتونِ قیامت کے، بیٹیوں کو نہ تھی چادر
سر ثانیِ زہرا کا بازار میں عریاں ہے

جس خاک پہ سجدہ میں حضرت نے کٹایا سر
اکسیر ہے ہر ذرّہ، ہر درد کا درماں ہے

ماتم کا ہے کیا رُتبہ، کیا جانے کوئی واللہ
دوزخ ہے حرام اُسپر، اِس غم میں جو گریاں ہے

ہر اشک جو بہتا ہے، دربارِ حسینی میں
بخشش کا ہے وہ گوہر اک لعلِ بدخشاں ہے

اے حیدری! کہدینا، گر نام کوئی پوچھے
قنبرِ علی ہوں میرا آقا شہِ مرداں ہے

نوحہ۔۷

افسوس! مسلماں کہلا کر، احمد کا گھرانہ بھول گئے
احسان محمدؐ نے جو کیا، وہ اہلِ زمانہ بھول گئے

شانوں پہ اٹھا کے بتلایا حسنینؑ ہیں میرے نورِ نظر
افسوس محمدؐ کہتے رہے، امت اِن کو ستانا بھول گئے

مظلوم حسینؑ نے سر دیکے، گھر بار لٹا کر موجوں میں
کیوں کشتیٔ امتِ عاصی کا، طوفاں سے بچانا بھول گئے

تھا کتنا شوقِ شہادت کا، اے فوجِ حسینی کیا کہنا
میداں میں جانا یاد رہا، اور لوٹ کے آنا بھول گئے

اے پُشت و پناہِ دینِ خدا، ہم تیری عبادت پہ قرباں
تھا راہِ خدا میں سجدہ کیا، اور سر کا اٹھانا بھول گئے

ننھے سے مجاہد اصغر کا، میداں میں جانا بھول گئے
کیا خشک زباں دکھلاتے ہوئے، پیکاں کا کھانا بھول گئے

گیا یاد دلاؤں دسویں کو، ہاتھوں پہ لئے لاشِ اصغر
میدان سے لیکے خیمہ تک، وہ آنا جانا بھول گئے

جب بعدِ شہادت لوٹ مچی، شبیر کے پیاسے بچوں کو
تڑپانا رُلانا یاد رہا، اور پانی پلانا بھول گئے

جب شمر تماچہ مارتا تھا، معصوم سکینہ روتی تھی
کس ظلم سے ظالم نے چھینا، تھا کان کا دانہ بھول گئے

لاشہ سے لپٹ کر کہتی تھیں، کیوں بابا مجھ سے رُوٹھ گئے
کیا اپنی سکینہ کو بابا، سینہ پہ سُلانا بھول گئے

قرآن کے قاری کہلا کر، قرآن کو پارہ پارہ کیا
سرِ مصحفِ ناطق نیزے پر تا شام پھرانا بھول گئے

ہے حیدریؔ! تیرا راہنما، شبیرِ شہیدِ راہِ خدا
حق جس کے تصدق یاد رہا باطل کا ترانا بھول گئے

نوحہ - ۸

کربلا میں جبھی نوشاہ کی لائی مہندی
باغِ جنت سے منگائی تھی، ہے آئی مہندی

پانی کی بوند نہ تھی، کیسے مِلائی مہندی
رو کے حرموں نے تھی آنسو سے بنائی مہندی

طشتری میں جو سکینہ نے سجائی مہندی!
آنکھوں میں آنسو تھے ہاتھوں میں اُٹھائی مہندی

حسبی اللہ پڑھا، شور ہوا صلی علیٰ
پڑھ کے صلوات، سکینہ نے لگائی مہندی

لاکھوں ارمانوں سے پالا تھا تجھے اے قاسم!
ماں کی اُمید بر آئی، نظر آئی مہندی

سر جدا، سہرا جدا، لاش بھی پامال ہوئی
خون سے قاسم نوشہ نے لگائی مہندی

ہو گئی اک رات کی بیاہی یہ دلہن بھی بیوہ
کیسی شادی ہوئی، اور کیسے رچائی مہندی

آلِ احمد نے تجھے اپنی غلامی دے دی
حیدری! تم نے جو پڑھکر تھی سُنائی مہندی

نوحہ-۹

دل پہ برچھی علی اکبر نے جو کھائی ہوگی
خیمہ سے زینب بیکس نکل آئی ہوگی

بعد عبّاس کے تھی شہ کی کمر ٹوٹ گئی
لاشِ ہم شکل نبی، کیسے اُٹھائی ہوگی

شاہ کہتے تھے چلیں گھر، اُٹھو اکبر اُٹھو
زینب خستہ جگر لینے کو آئی ہوگی

پُوچھے زینت تو کہوں کیا، یہ بتادو بیٹا
خون میں تر ہے یہ خلعت جو پہنائی ہوگی

روٹھ کر بیٹھ گئے رن میں جو اصغر بے شیر
اپنے اس لعل کو ماں کیسے منائی ہوگی

کر دیا اصغر بے شیر نے حجت کو تمام
ہونٹ سوکھے اور زباں خشک دکھائی ہوگی

گودیں سونے کا عادی جو ہوا تھا اصغر
خاک پر رن میں اُسے نیند نہ آئی ہوگی

جس میں اصغر کو سُلاتی تھی سکینہ بانو
خالی جھولا وہی رو رو کے جُھلائی ہوگی

حیدری در پہ ہے سائل، اے شہید ابنِ شہید
میری مقبول شہا! اب تو پڑھائی ہوگی

نوحہ ۔ ۱۰

کہتی ہے زینب آئی ہے سُن لے صدا سید آکسے دل کے داغ دکھلاؤں میں

۱۔ کیسی گذرتی ہے، کس کو سناؤں
تو ہی بتادے کس کو بُلاؤں
کوئی نہیں ہے قاسم نہ اکبر
عون گئے عباس دلاور
ہائے ہوئے سر جدا کسے دل کے داغ دکھلاؤں میں

۲۔ بانو ہے کہتی، کر کے یہ نالے
لاڈلے میرے، نازوں کے پالے
کسکو جُھلاؤں میں جُھولا جُھلا کر
سُوتے رہے ہو، ماں کو بُھلا کر
آجا میرے لعل آ کسے دل کے داغ دکھلاؤں میں

ننھے سے ہاتھوں میں کوزے اٹھا کر
بچے جمع ہیں، خیمہ کے در پر
کہتی سکینہ ہے، سقّا کہاں ہے
دیر لگی ہے، سوکھی زباں ہے
تھوڑا سا پانی پلا کیسے دل کے داغ دکھلاؤں میں

کہتی سکینہ نازوں کی پالی
بھائی نہیں ہے گودی ہے خالی
پوچھتی رہتی ہے، چچا کہاں ہے
کیسے بتائیں، بھیّا کہاں ہے
تو ہی بتا دے ذرا کیسے دل کے داغ دکھلاؤں میں

آلِ نبی کو بندھی ہیں رسیاں
شاہد ہیں سب شام کی گلیاں
ہم کو پھراتے ہیں قیدی بنا کر
چلتے رہے ہم بے برقعہ و چادر
بالوں سے منہ کو چھپا کیسے دل کے داغ دکھلاؤں میں

اہلِ حرم ہیں رنج و محن میں
دیکھو ہیں بازو میرے رسن میں
تیری وصیت کیسے بھلاؤں
درد اٹھاؤں اُمت بچاؤں
بخش دے میرے خدا کیسے دل کے داغ دکھلاؤں میں

۷۔ حیدرؔی تیرے در کا گداگر
تیرا ہے قنبر، تیرا سخنور
تیری سخی مشہور سخاوت
عرض قبول ہو کر دے عنایت
ہو جائے سب کا بھلا کیسے دل کے داغ دکھلاؤں میں

نوحہ-۱۱

شہیدوں کا کریں ماتم، ذرا آواز دیدینا
غمِ شبیر میں ہمدم، ذرا آواز دیدینا

(۱) کہا بانو نے گودی میں اٹھا کر لاشۂ اصغر
بتا دو لعل! سوتے ہو کہاں ماں سے جدا ہو کر
بلائیں لیتی ہوں ہر دم، ذرا آواز دیدینا

(۲) اُٹھو بیٹا چلیں گھر کو خفا اتنا نہیں ہوتے
کبھی بھی روٹھ کر اس دھوپ میں ہرگز نہیں سوتے
اٹھا کر اب چلینگے ہم، ذرا آواز دیدینا

(۳) سُلا کر پیار سے جھولے میں اب کس کو جھلاؤنگی
تیری شادی کے جو ارمان تھے کیسے نکالونگی
غم و اندوہ ہیں ہمدم، ذرا آواز دیدینا

(۴) گئے ہو باغِ جنت میں کبھی ہم کو بُلا لینا!
غریب اس ماں کو اے اصغر گلے اپنے لگا لینا
تیری فرقت میں ہوں بیدم، ذرا آواز دیدینا

(۵) سکینہ کہتی تھیں ہیں داغ منہ پر سب طمانچوں کے
بُلا لینا چچا، میرا گلا گھٹتا ہے رسی سے
نکلتا ہے میرا اب دم، ذرا آواز دیدینا

(۶) یتیم و بے وطن ہوں دیکھ لو معصوم و بیکس ہوں
بُلا لینا مجھے اب شام کے زنداں میں بے بس ہوں
ستم پر ہیں ستم پیہم، ذرا آواز دے دینا

(۷) حسین ابنِ علی کا نام ہے وردِ زباں میرا
فضائل اور مصائب آلِ احمد ہے بیاں میرا
کریں گے روز و شب ماتم، ذرا آواز دیدینا

(۸) بنا ہوں حیدری، مولےٰ میرا ہے حیدرِ صفدر
قسیم النّار والجنّۃ علی ہیں صاحبِ کوثر
پئیں گے جامِ کوثر ہم، ذرا آواز دے دینا

نوحہ ۔ ۱۲

کس بے کسی سے آئے میدانِ کربلا میں ؟
پیاسے تھے بے وطن تھے مہمان کربلا میں

نورِ نظر علی ہیں، دل بند فاطمہ کے
نورِ عین مصطفٰے ہیں پہچان کربلا میں

بتلاؤں کیسے ملتے ہیں فیض کے جواہر
اک کان ہے نجف میں اک کان کربلا میں

اِیکے جان دین ہوتا، شہدا نے جان دے کر
اسلام کو بچایا، دی جان کربلا میں

قاسم کی لاش کے ہیں ٹکڑے یہ رن میں دیکھو
بکھرے پڑے ہیں پارۂ قرآن کربلا میں !

خم ہو گئی کمر، جب برچھی کا پھل نکالے
کڑیل جوان دیکھا بے جان کربلا میں

خونِ صغیر منہ پہ، ہاتھوں میں لاشِ اصغر
خیمہ کو آتے جاتے ہر آن کربلا میں

سجدے میں سر کٹا کر اُمت کو بخشوایا
تم نے کئے ہیں ہم پر احسان کربلا میں

قرآن کے ہو حامل سر نے بتا دیا تھا
ہو کر جدا تھا پڑھتا قرآن کربلا میں

بابا تیرا سکینہ زخموں سے چُور ہو کر !
سوتے ہیں مت جگانا اے جان کربلا میں

بازارِ شام میں ہے سر پر رہی نہ چادر
آئے ہیں سب لٹا کر سامان کربلا میں

اے مومنو نہیں ہے مشکل نہ ہو جو آساں
ہوتی ہیں مشکلیں سب آسان کربلا میں

اے حیدری ! سخی ہے سرکار پنجتن کی
لے لینا اپنے داتا سے دان کربلا میں

نوحہ-۱۳

اہلبیتِ مصطفےٰ آ کے کھلے بازار میں
قید ہو کر جاتے ہیں آلِ نبی دربار میں

کہتی ہے صلِّ علیٰ ہر اک کڑی زنجیر کی
کلمۂ توحید سُن زنجیر کی جھنکار میں

زیورِ صبر و رضا زنجیر ہیں اور بیڑیاں
طوق ڈالے ہیں گلوئے عابدِ بیمار میں

لائے ہیں قیدی بنا کر زینب و کلثوم کو
ہائے پردہ دار آئے مجمعِ اغیار میں

سرِ حسین ابنِ علی کا آگے آگے نیزہ سر !
پیچھے ان کے ہیں حرم سب ہائے حالتِ زار میں

تھے طمانچوں کے نشاں اور نیل جو رخساروں کے
سب کو دکھلاتی سکینہ ننھی بھرے دربار میں

مارتا تھا ، روتی تھی گروہ عزادارِ حسین
رحم دل میں کچھ نہ تھا اُس شمرِ ناہنجار میں

آیۂ تطہیر کا تفسیر ہے یہ قافلہ
نورِ حق کا جلوہ گر ہے قافلہ سالار میں

سر بلند ہے نیزہ پر ہائے اکبرِ ذیجاہ کا
تھا شبیہِ مصطفےٰ گفتار میں ایثار میں

پنجتن کے لطف سے میں قنبرِ مولےٰ ہوا
ہوں سخنورِ حیدری میں حیدری سرکار میں

نوحہ-۱۴

کیا کہوں کیا ماتمِ شبیر ہے؟!
خُلد کا پروانۂ جاگیر ہے

فرض ہم پر ماتمِ شبیر ہے
آلِ احمد قابلِ توقیر ہے

آئے اصغر کو لئے ہاتھوں پہ شاہ
کہدیا معصوم ہے بے شیر ہے

گر ہے مجرم آپ کا، تو ہے حسین
بے خطا اصغر ہے، بے تقصیر ہے

ہے تمہیں کیوں لاشِ اصغر کی تلاش
کیا یہ بچہ لائقِ تعزیر ہے

رن میں ہے بے دفن، بے گور و کفن
لاشۂ مظلوم بے تقصیر ہے

کون ہیں وہ بیبیاں جو قید ہیں
کچھ بتا دو کس کی یہ تشہیر ہے

مُنہ چھپائیں بالوں سے وہ بیبیاں
جن پہ اُتری آیۂ تطہیر ہے

ہیں گلے میں اُن کے باندھی رسیاں
آلِ احمد کی یہی توقیر ہے

ہے پیادہ پا وہ سجّادِ حزیں
جس کے پیروں میں گراں زنجیر ہے

ہر دو عالم کا ہے جو عُقدہ کشا
حیدری کا پیر خیبر گیر ہے

نوحہ۔۱۵

اہلبیت ہیں روتے زار و زار کیوں ؟
پیٹتے ہیں ہائے ماتم دار کیوں ؟

کیوں لکھے تھے خط پہ خطا اے کوفیو ؟
بھولتے ہو عہد اور اقرار کیوں ؟

کہتے تھے رو کر یتیمانِ حسین !
کیوں نہیں آتے علمبردار کیوں ؟

جسم نازک حضرتِ شبیر پر
تھا نشانِ تیر اور تلوار کیوں ؟

موزوں سے کیوں سینۂ مجروح پر
چڑھ گیا تھا شمر بد اطوار کیوں ؟

بوسہ گاہِ احمدِ مختار پر
تھا چلایا خنجرِ خونخوار کیوں ؟

زینب و کلثوم اونٹوں پہ سوار
کر دیا بے پردہ پردہ دار کیوں ؟

مجھ غلامِ حیدرِ کرار کو
بھول جاتے ہو سخی سرکار کیوں ؟

کیوں نہ ہوگا جنتی اے حیدری !
حضرتِ شبیر کا زوّار کیوں ؟

نوحہ وسلام-۱۶

اے شہیدِ کربلا! اسلام کی تو جان ہے
دینِ حق پر بالیقیں تیرا بڑا احسان ہے

ہے تیرا واصف خدا اپنے کلامِ پاک میں
شان میں والعصر ہے اور سورہ الرحمٰن ہے

نورِ عینِ مرتضٰے، نورِ نگاہِ فاطمہ
دُر ہے بحرین کا، تو لولو و مرجان ہے

صبح عشرہ کی ہوئی، فوجِ حسینی نے کہا
سر کریں گے سب فدا، دو حکم کیا فرمان ہے

قاسم و عبّاس و اکبر جان نثارانِ حسین
جن کے ایثار و وفا پر دو جہاں قربان ہے

سرفروشانِ حسین ابنِ علی تم پر نثار
سر بلند جن کے وفا سے جذبۂ ایمان ہے

کیوں نہیں بن جائیں گے ارض و سما ماتم سرا
آج آلِ مصطفٰے پر ظلم کا طوفان ہے

ہو گئیں بے نور آنکھیں، خاک پر بیٹھے حسین
جب ہلا کر دیکھا، ہم شکلِ نبی بے جان ہے

لیکے ہاتھوں پر علی اصغر کو کہتے تھے حسین
پیاسا ہے، پردیسی ہے، معصوم ہے، مہمان ہے

کوفیو گر بوند پانی کی پلاؤ گے اِسے
لیکے جنّت دونگا، میرا عہد اور پیمان ہے

احترام آلِ احمدؐ بھولنا مت کو فیو !
سیدوں کا بچہ بچہ پارۂ قرآن ہے

بے زبانی سے، زبانِ خشک دکھلاتے رہے
اُف، یہ ننھا سا گلا کیا لائقِ پیکان ہے؟
جب گئے دونوں پسر زینب کبھی روئی نہ تھی
خیمہ گہ کے در پہ کیوں گریان ہے نالان ہے
رو کے زینب کہتی تھی، اے شمر کر خوفِ خدا
پیاسا ہے، مظلوم ہے، اور میرا بھائی جان ہے
ثانیِ زہرا تھی، جس کی شان میں تطہیر تھی
شام کے بازار میں قیدی ہے، سر عریان ہے
چادریں چھینی گئیں موجود کچھ کپڑا نہ تھا
لاشۂ شبیر بے گور و کفن عریان ہے
راکبِ دوشِ نبی کا ہو کے سر نیزے سوار
کربلا سے شام تک پڑھتا رہا قرآن ہے
پیروی آلِ محمدؐ ہے صراط المستقیم
حیدریؔ! میرا یہی تو دین ہے، ایمان ہے

نوحہ وسلام-۱۷

ذکرِ شہیدِ کربلا ہم جا بجا کرتے رہے
ہم ماتمِ شبیر میں آہ و بُکا کرتے رہے

ذبحِ عظیم شاہِ دیں تھا کربلا میں بے مثال
قربانیوں کا ہم بیاں صبر و رضا کرتے رہے

افسوس حضرت کی بہن مقتل میں روتی رہ گئی
جب شہنشاہِ تشنہ لب کا سر جدا کرتے رہے

خونِ شہیدِ کربلا جب خاکِ مقتل میں ملا
سب کربلا کی خاک کو خاکِ شفا کرتے رہے

سلام و نوحہ ۔ ۱۸

نورِ عینِ مرتضےٰ کیا سبطِ پیغمبر نہ تھا؟!
حلق، سبطِ مصطفےٰ کا قابلِ خنجر نہ تھا

قرۃ العینینِ احمدؐ سبطِ پیغمبر نہ تھا
اہلِ جنّت کا وہی سردار اور سرور نہ تھا

اَے مسلمانو! بتادو شام کے بازار میں
ثانیِ زہرا کا سر بے برقع و چادر نہ تھا

جان نثارانِ حسین ابنِ علی کام آ گئے
بارگاہِ حیدری میں کیا کوئی قنبر نہ تھا؟

سینے پر برچھی لگائی کس طرح اے ظالمو!
اکبرِ ذیجاہ کیا ہم شکل پیغمبر نہ تھا

ہائے سب سیدانیاں بے پردہ قیدی ہو گئیں
جب کوئی عبّاس و قاسم اکبر و اصغر نہ تھا

گرمیِ محشر کی تابش کا نہیں غم ہے مجھے
سچ بتادو میرے سر پر سایۂ حیدر نہ تھا؟

کلمہ گو کہلا کے بہے ہے کس طرح کاٹا تھا سر
بوسہ گاہِ احمدِ مرسل پہ خنجر نہ تھا

گو دماں کی بھول کر سوتے ہو اصغر ریت پر
یہ تو دشت نینوا تھا ہائے اپنا گھر نہ تھا

ہے حسین ابن علی کیا سبطِ پیغمبر نہ تھا
دینِ حق کے رہنما کیا عاشقِ داور نہ تھا

اس طرح لائے سکینہ لاڈلی دربار میں!
نیل رخساروں پہ تھے اور کان میں گوہر تھا

خط ملا صغرا کا مقتل میں، وہ دیتے کیا جواب؟
نامہ بر کوئی نہ تھا، چھئے چھئے علی اکبر نہ تھا

نوحہ وسلام - ۱۹

کیا مسلمانو! محمدؐ کا گھرانا یاد ہے؟
کربلا میں آلِ احمدؐ کا ستانا یاد ہے

شانِ اصغر کی شہادت کا کریں کیسے بیاں
راہِ حق میں مسکرا کر تیر کھانا یاد ہے

فاطمہ کی گود میں نازوں سے پالے تھے حسین
بخششِ اُمت کی خاطر سر کٹانا یاد ہے

تسمۂ مشکیزہ دندانِ مبارک سے لئے
حضرتِ عباس کا بازو کٹانا یاد ہے

دعوتیں دے دے کے امت نے ضیافت خوب کی
سب رہے تھے میہماں بے آب و دانہ یاد ہے
کلمہ پڑھتے تھے محمدؐ کا، مگر اے کوفیو!
سینہ پر سہ شکل کے نیزہ لگانا یاد ہے
اصغرِ بے شیر ہاتھوں پر اٹھا لائے حسین
پیاس میں اس لاڈلے کا تیر کھانا یاد ہے
زینبِ دل گیر نے کیسے شبِ عاشور کو
ہاتھوں سے عون و محمدؐ کا سجانا یاد ہے
تا قیامت یاد ہو گا تیرا فدیہ اے حسین!
سر کٹا کر راہِ حق میں فتح پانا یاد ہے
عابدِ بیمار با طوقِ گراں اور پیادہ پا
پیٹھ پر کھاتے گئے تھے تازیانہ یاد ہے
لاشۂ اصغر لئے جاتے تھے جب سوئے خیام
ہر قدم پر آپ کا رُک رُک کے جانا یاد ہے
یاد میں والد کے جب بالی سکینہ روتی تھی
کیا تماچہ مار کے، آنکھیں دکھانا یاد ہے
جب سرِ بازار بے پردہ گئی تھیں بیبیاں
دیتے تھے آلِ نبیؐ کو کیسے طعنہ یاد ہے
تشنہ لب آلِ نبیؐ کے بچے روتے رہ گئے
اور سب کو کوفیو! پانی پلانا یاد ہے
لاشۂ شہ پر گئی کہنے سکینہ الوداع
ہاں چمٹ کر سینے سے آنسو بہانا یاد ہے

کر دئے بھائی بھتیجے اکبر و اصغر نثار
دینِ حق پر اپنا سارا گھر لٹانا یاد ہے

کشتیِ اسلام جب آکر گھری گرداب میں
سر کٹا کر ڈوبتی کشتی بچانا یاد ہے

کیوں نہ ہم قربان جائیں نام پر تیرے حسین!
دے کے سر سجدہ میں امّت بخشوانا یاد ہے

پوچھ گچھ اعمال کی ہوگی تو کہنا حیدری!
ہاں غمِ شبیر میں رونا رُلانا یاد ہے

سلام ۔ ۲۰

سلامی! کربلا والوں کا جو کرتے رہے ماتم
وہی پُر نور رہیں آنکھیں جو اس غم میں ہوئیں پُرنم

لبوں کا زیب ہے ذکرِ حسین ابنِ علی ہر دم
ہے زینت چشم گریاں کی شہیدِ کربلا کا غم

ملے اَنصار ایسے باوفا شبیر کو یارو!
نہیں ایسے کسی بھی انبیاء کے یار یا ہمدم

مظالم کی ہوئی تھی انتہا شبیر پر رن میں
عروج و انتہائے صبر ہوا ئے صابرِ اعظم

غمِ اکبر نے ہے ہے کر دیا نورِ بصارت کم
غمِ عباس سے شہ کی کمر میں آگیا تھا خم

اٹھا لائے عَلم عباس کا شبیر خیمہ میں
نشانی اُس عَلم کی ہے ہماری قوم کا پرچم

لگا جب تیر ظالم کا گلوئے خشک اصغر پر!
گلوں نے پھاڑ دی دامن، ادھر روتی رہی شبنم

اُٹھا کے لاشِ اصغر، آنا جانا یاد ہے لوگو!
یہی تھا زخمِ کاری، جس کا ہو سکتا نہیں مرہم

حیا کرتا تھا سورج ثانیِ زہرا کی چادر کا
وہی سَر آج عریاں تھا اور بازو تھے بندھے باہم

امانت چھوڑ کے احمدؐ گئے تھے اہلبیتوں کی
خیانت کی امانت میں، ہوئے جو خائن و آثم

غمِ مظلوم میں دنیا کے سب غم بھول جاتے ہیں
پکڑ کر دامنِ شبیر دنیا سے اُٹھینگے ہم
اگر پوچھے کوئی، ہے کون آیا برسرِ ممبر
کہونگا حیدری حیدر کا ہوں اور قنبرؔ متم

سلام ۔ ۲۱

پوچھا جب ہم سے بتا، دنیا میں کیا کرتے رہے؟
کہدیا ماتم شہیدِ کربلا کرتے رہے
نوحہ خوانی کی ہمیشہ حضرتِ شبیر کی!
پیروی آلِ عبا، یادِ خدا کرتے رہے
لُطف بے پایاں ہے تیرا یا ارحم الراحمین
ہم خطا کرتے رہے خالق عطا کرتے رہے
صبح سے تا عصر دشتِ کربلا میں تشنہ لب
جاں فدا خویش و عزیز و اقربا کرتے رہے
حضرتِ عبّاس مشکیزہ بچانے کے لئے
تیر بھی کھاتے رہے بازو فدا کرتے رہے
بے کس و بے یار و یاور، تشنہ لب، تنہا حسین
رن میں ھَل مِن نَاصرٍ کہہ کر صدا کرتے رہے
پیار سے منہ دیکھ کر، باہیں گلے میں ڈال کر
اپنی اماں سے وداع اک مہ لقا کرتے رہے
گود میں بابا کے اصغر جب چلے رن کی طرف
خیمہ میں اہلِ حرم آہ و بُکا کرتے رہے

ننھی سی اپنی زباں دکھلا کے اصغرؑ شیر خوار
آخری حجّت ادا اک بیخطا کرتے رہے

سینۂ مجروح پر شمرِ ستمگر چڑھ گیا
سامنے زینبؑ کے ہے ہے سر جدا کرتے رہے

خون سے اپنے شہیدِ کربلا، تیرے نثار
کربلا کی خاک کو خاکِ شفا کرتے رہے

سر حسینؑ ابنِ علیؑ کا ہو کے نیزہ پر سوار
پاک قرآں کی تلاوت جا بجا کرتے رہے

قید میں، زندان میں، بازار میں، دربار میں
شکرِ حق، ہر حال میں زین العباؑ کرتے رہے

کیوں نہ کریں گے شفاعت روزِ محشر اہلبیتؑ
ماتمِ شبیرؑ جو صبح و مسا کرتے رہے

مومنوں کی مشکلاتیں کیوں نہ حل ہوں حیدری!
جب مدد مولائے علیؑ مشکلکشا کرتے رہے

سلام ۔ ۲۲

سلامی! بزمِ ماتم میں جو ماتم دار آتے ہیں
بہشتی قصر میں واللہ اپنا گھر بناتے ہیں

بھلا وہ بزم بھی عرشِ بریں کیونکر نہ ہو جائے
محمدؐ، فاطمہؑ، حسنینؑ و حیدرؑ جس میں آتے ہیں

سلامی حضرتِ شبیر خیمہ گاہ میں آتے ہیں
علم عبّاس، مشکیزہ سکینہ ساتھ لاتے ہیں
علم کو دور سے ہی دیکھ کر بالی سکینہ نے
کہا بچوں کو آجاؤ چچا پانی پلاتے ہیں
قریب آیا تو دیکھا خون آلودہ جو مشکیزہ!
کہا ہے ہے چچا میرے کہاں ہیں کیوں نہ آتے ہیں
زباں پر شکرِ حق، ایک ہاتھ سے تھامے ہوئے دل کو
جواں بیٹے کے لاشہ کو بڑھاپے میں اٹھاتے ہیں
تماچے کھا کے رخساروں پہ تھا بالی سکینہ نے
کہا بابا کہاں ہو، دیکھ لو ہم کو رُلاتے ہیں
اُٹھا کے ہاتھوں پہ شبیر نے اصغر دیا فدیہ
خلیلوں کے بھی اس منزل پہ قدمیں ڈگمگاتے ہیں
ولائے مرتضےٰ کی مئے چھلکتی کیوں نہ ہو دل میں
کسی کا کوئی ہو ساقی، ہمیں چودہ پلاتے ہیں
بھلا یہ لطف کیا کم ہے علی کا حیدری! تم پر
تجھے پروانۂ جنّت بھی گھر بیٹھے دلاتے ہیں

maablib.org

مرثیہ ۔ ۲۳

در شہادت شہزادہ علی اکبر و امام حسین علیہ السلام

(۱) لکھ اے قلم! تو وصفِ شہِ ذوالکرام لکھ
مصداقِ ھل اَتیٰ ہے ہمارا امام لکھ
دھو کر دہن گلاب سے تو اس کا نام لکھ
قسمت میں مومنیں کے کوثر کا جام لکھ
ہاں لافتیٰ علی ہیں، شہِ ھل کفیٰ علی
وجہِ خدا، لسانِ خدا، حق نما علی

(۲) ہر دم اُمیدِ لطف خدائے غفور رہے
قادر رہوں شعر پہ نہ زباں پر عبور رہے
فضلِ خدا سے دل میرا روشن ضرور رہے
فرماں روائے دل میرا عشقِ حضور رہے
بسم اللہ کہکے کیوں نہ میں صلّ علیٰ کہوں
یا مرتضےٰ علی کہوں مشکل کشا کہوں

(۳) صلوات جس حبیب پہ رب العلا کہیں
واللہ سب ملائکہ صبح و مسا کہیں
نام آئے جب زباں پہ تو صلّ علیٰ کہیں
سردار اپنا جسکو سبھی انبیا کہیں
بنتے ہیں کیا بنائے سے بھی انبیا کہیں
ہو سکتے ہیں خلیفۂ رب العلا کہیں؟

(۴) گستاخ! کیوں گھٹاتے ہو احمدؐ کی شان کو
سمجھو گے خاک، نور کے اس آن بان کو
رحمت ہے عالمیں کی، دیکھو قرآن کو
سُن لو، سراج ہے وہی کھولو تو کان کو
شکلِ بشر میں نورِ خدا کا ظہور ہے
ہے مشتِ خاک خاک، مگر نور نور ہے

(۵) صدقے میں پنجتن کے جو آدم نے کی دعا
منظور ہو گئی تھی دعا حسبِ مدّعا
تجھ کو پکارا نوح نے طوفان سے بچا
اس نام سے تو آتی ہے ایمان میں جِلا
ہاں کی ہے تُو نے نصرتِ موسیٰ تنور میں
دیکھی تھی تیری ایک جھلک کوہِ طور میں

(۶) کعبہ میں نورِ حق کی جھلک غارِ ثور میں
ہوشیار ہوتے ہیں یہاں بیہوش طور میں
گو روشنی یہاں سے گئی دور دور میں
آئی مگر نہ روشنی تھی چشمِ کور میں
پہچانتے وہی ہیں جو روشن ضمیر ہیں
مولائے کائنات جنابِ امیر ہیں

(۷) مشکل کشا زمانہ کا مشکل کشا علی
حق تک دکھائے راہ وہ ہے رہنما علی
حق کا ولی، وصیِ نبی، مرتضیٰ علی!
وردِ زباں ہے شام و سحر میرا یا علی

جب سے میں لاشعور سے آیا شعور میں
اُبھرا ہوا ہوں ڈوب کے عشقِ حضور میں

(۸) جنّ و بشر، ملک تجھے سب مانتے رہے
حیوان اور طیور تجھے جانتے رہے
تسبیح تیرے نام کی گرداننے رہے
ایسے بھی ہیں جو جانتے پہچانتے رہے
قربان جو تیرے نام پہ پروانہ وار ہیں
کرتے ہیں ہم یقین کہ وہ ایماندار ہیں

(۹) قربان تیرے ساقیا، بھر بھر کے جام دے
اک دو نہیں کہ چودہ ہیں میرے امام دے
ایسی پلا دے مئے کہ جو محشر میں کام دے
شیرینی وحلاوتِ شعر و کلام دے
حُب دارِ پنجتن کے دلوں کا قرار ہوں
اور دشمنِ علی کے لئے ذوالفقار ہوں

(۱۰) ساقی! پلادے کاسہ تو خُم غدیر کا
آقا امام ہے تو صغیر و کبیر کا
ہو رہنمائے دین فقیر و امیر کا
کیسے بیاں ہو مدح وصی و وزیر کا
جس پر کرم کریم کا لطفِ اللہ ہے
تو ہے وصی نبیؐ کا، بنا لا الہ ہے

(۱۱) خوشبو یہ کس کی ہے کہ جو ہے مشکِ ناب میں
بتلاؤ ہے یہ کس کا پسینہ گلاب میں
مرسل نے دیکھا کس کو تھا قوسین قاب میں
دیکھا گیا جو نور، تھا کس کا حجاب میں

ہاتف نے دی صدا علی عالیجناب ہیں
مشکل کشا، امیر عرب بُوتراب ہیں

(۱۲) اسلام و دینِ حق کا تو باغ و بہار ہے
دینِ خدا کے رنگ میں تجھ سے نکھار ہے
بندہ تو برگزیدۂ پروردگار ہے
بے شک امورِ حق میں تو با اختیار ہے

حق تیرے ساتھ ہے اور تو حق کیا تھ ہے
کوثر تلک کلام خدا تیرے ساتھ ہے

(۱۳) قاتل تو کُل کفار کا دُلدل سوار ہے
تو لافتیٰ ہے قوّتِ پروردگار ہے
اور نصرتِ نبیؐ کے لئے ذوالفقار ہے
دنیا نے آزمایا تجھے بار بار ہے

دیکھا کئے کرار ہے اور لا فرار ہے
یکتا وہ ایسا ہے کہ جو لاکھوں پہ بار ہے

(۱۴) ہو گر خیال تجھکو اِرم کے حصول کا
طاری ہو تجھ پہ خوف قیامت کے طول کا
ہرگز تصوّر آئے نہ قولِ فضول کا
دل میں مکیں ہو کلمت التقویٰ رسول کا

کر پیروی علی کی، اور اعمال کر درست
کر ترک تو خیانت افعال کر درست

(۱۵) ہر چیز جو چمکتی ہے، بے شک وہ زر نہیں
نکلے نہ گر صدف سے تو ہرگز گوہر نہیں
تیری دعا جو کرتے ہو دل سے اگر نہیں
پھر کر یقیں کہ تیری دعا میں اثر نہیں
اہلِ خرد کا قول ہے جولاجواب ہے
نیت بخیر ہو تو دُعا مستجاب ہے

(۱۶) جس دل میں حُبِّ آلِ شہِ بحر و بر نہیں
سرسبز ہوگا کیسے، وہ ہے خشک، تر نہیں
سجدہ ہزار کرلے مگر کارگر نہیں
ملتا اگر علیؑ و محمدؐ کا در نہیں
حق بات ہے، زباں زدِ ہر خاص و عام ہے
بے حُبِّ اہلِ بیت عبادت حرام ہے

(۱۷) مقصد میرا اے دوستو ذکرِ حسین ہے
چشم و چراغ جو کہ شہِ مشرقین ہے
دلبندِ فاطمہ، شہِ بدر و حنین ہے
ایسا نمازی جو شرفِ قبلتین ہے
ابنِ علی ہر عروجِ عبادت کا عین ہے
خاصانِ حق کا، صالح و مومن کا چین ہے

(۱۸) جو تھا رسولِ پاک کا پیارا وہی حسین
تھا فاطمہ کی آنکھ کا تارا وہی حسین
جس نے لگایا حق کا تھا نعرا وہی حسین
بخشش کا مومنوں کی سہارا وہی حسین
ڈنکا بجا کے صبر کا، قربان سر کیا
دینِ خدا زندہ و پا بندہ کر گیا

(۱۹) لیکر خدا سے، دینا دلاتا حسین ہے
مردہ اگر ہو دین جلاتا حسین ہے
اللہ کی طرف جو بلاتا حسین ہے
بندہ کو جو خدا سے ملاتا حسین ہے
شاعر کو فیض دوستو! اس در سے ہے ملا
غیروں سے کیا، حسین سے لیتا ہوں میں صلا

(۲۰) پیاسا، جو اپنا خوں بہائے حسین ہے
نو صد ہزار زخم جو کھائے حسین ہے
معصوم اپنا مرنے کو لائے حسین ہے
راہِ خدا میں گھر کو لٹائے حسین ہے
سرمایہ حیات جو تھا سب لٹا دیا
دشتِ بلا تھا، جس کو گلستاں بنا دیا

(۲۱) سُنکر عطش کے نعرے اے شاہِ زمن حسین!
لرزے زمین و آسمان، کوہ و دمن حسین!
سیراب سب ہوئے، رہا تشنہ دہن حسین!
کربل میں بے دیار، غریب الوطن حسین!

دم توڑتے جو دیکھا تھا اکبر سے ماہ کو
رن سے اُٹھا کے لائے تھے نورِ لگاہ کو

(۲۲) اکبر کو خیمہ گہ میں جو لایا حسین نے
بستر بچھا کے اس پہ سُلایا حسین نے
حرموں کو اپنے پاس بُلایا حسین نے
سینہ کا زخم سب کو دکھایا حسین نے
فرمانے تھے یہ آخری اسکا سلام ہے
اب سے شہید ابنِ شہید اس کا نام ہے

(۲۳) رو رو کے بین کرتی تھی بانوئے خستہ تن
اے اکبر جواں وائے میرے گلبدن
سر پیٹتی سکینہ ہے چھوٹی تیری بہن
رہ رہ کے یاد آتا ہے بیٹا مجھے وطن
زینب پھوپھی بھی غم میں تیرے سوگوار ہے
راتوں کو نیند اُڑ گئی، دل بیقرار ہے

(۲۴) کس نے لگائی برچھی تجھے میرے گلعذار
زخموں سے چُور تیرا بدن کیوں ہے داغدار
خلعت جو پہنکر گئے تھے کیوں ہے تار تار
نانے کو شاہِ دیں لئے بیٹا ہوا نثار
اُکتا گئے جہاں سے تو جنت کو چل دئے
صغرا بہن سے تو نے نہ وعدے وفا کئے

(۲۵) نو صد ہزار زخم جو کھائے تو اُف نہ کی
اسلام پر جو خون بہائے تو اُف نہ کی
لاشیں اٹھا اٹھا کے جو لائے تو اُف نہ کی
اصغر سلا کے رن میں جو آئے تو اُف نہ کی

صبر و رضا کا اوج ہے، جو لازوال ہے
اے فاطمہ کے لال، یہ تیرا کمال ہے!

(۲۶) مارے گئے حسین کے سب خویش و اقربا
ہوتے رہے شہید تو تسلیم سر کی
مقتل میں جب حسین نے سجدہ میں سر رکھا
تھی آخری نماز جو سجدے میں کی ادا
خنجر تلے بھی ذکر تھا رحمان یا رحیم!
صدقے میں اپنے بخش دے امت کو یا کریم!

(۲۷) سجدہ میں سر جدا شہ گلگوں قبا ہوا
اللہ سے حسین کا وعدہ وفا ہوا
رن میں، بدن تھا خاکِ شفا پر پڑا ہوا
نیزے پہ سر بلند تھا تن سے جدا ہوا
سبطِ رسول، فاطمہ کے دل کا چین ہے
حقا، وسیلہ ہر دو جہاں میں حسین ہے

(۲۸) زینب کا تھا یہ بین کہ اے شمرِ بے حیا!
اللہ سے تو ڈر کہ ہیں ہم آلِ مصطفےٰ!
ابنِ رسول پیاسا ہے، بے جرم و بے خطا
مظلوم میرے بھائی کا کیوں کاٹے ہے گلا
فرزند مصطفےٰ کا ہے، کر بے حیا حیا
پیاسا ہے تین دن کا یہ مہمانِ کربلا

(۲۹) واقف نہیں حسین سے ہو، جانتے نہیں!
کاندھے پہ جس کو روز اٹھاتے نبی امیں
بعد از حسن، وہی تو ہے احمد کا جانشیں
حق کا امام ہے یہی، پہچان لے لعیں!
ابنِ رسول، فاطمہ کا نورِ عین ہے
فرزند مرتضےٰ کا ہے سید حسین ہے

منقبت ۲۴

علی کے وصف میں جو گیت گائے جاتے ہیں
صلہ میں محلِ بہشتی دِلائے جاتے ہیں!

خدا کو جانتے تھے سب اَلست سے پہلے
تھے کون جن کے تعارف کرائے جاتے ہیں

ہے فضلِ پنجتنِ پاک، گھر خدا کی طرف
یہ پنجگانہ ہمیں تو بلائے جاتے ہیں

مئے وِلائے علی ہے شرابِ پاکِ طہور
یہی تو کعبہ میں ساغر لٹائے جاتے ہیں

علی کے نور سے جب قلب ہوتا ہے روشن!
تو دل کی آنکھوں سے پردے اٹھائے جاتے ہیں

درِ علی پہ ہیں آتے ملنگ و شاہ و گدا
خزانے خیر کے در پر لٹائے جاتے ہیں

حنین و اُحد ہو یا بدر و خندق و خیبر
علی ہی تیغ کے جوہر دکھائے جاتے ہیں

گئے جو حج پہ تو دیکھے تھے تین ہیں شیطاں
کہ جن کو بارہا پتھر لگائے جاتے ہیں

کسی کو سوتے ہوئے مل گئی خدائی سب
کوئی تو جاگتے سب کچھ گنوائے جاتے ہیں

غلامِ آلِ محمدؐ جو حیدری ہونا
درِ علی پہ وہی تو بُلائے جاتے ہیں

منقبت - ۲۵

اہتمام ایسا کہ جیسے اک نواب آنے کو ہے
کیوں نہ ایسا ہو، غلامِ بُوتراب آنے کو ہے

خوب محفل کو سجایا، ہو مبارک آپ کو
چاند تارے آ گئے، اب آفتاب آنے کو ہے

آئیں گے محفل میں ساقی نور برساتے ہوئے
مدح خواں آئے ہوئے ہیں، آنجناب آنیکو ہے

باندھ لیں گے ہم گرہ میں جوہرِ شعر و سخن
آج پھر گلزارِ مدحت میں شباب آنیکو ہے

مومنو! ہے عیدِ میلادِ امام العارفین
پھول اور عطرِ گلاب و مشکِ ناب آنیکو ہے

نائبِ احمد علی و فاطمہ حسن و حسینؑ
اک امام عالیمقام عالی جناب آنیکو ہے

ہیں پلانے والے ہم کو چاردہ ساقی سخی
کیا حساب ہو گا یہاں پر بے حساب آنیکو ہے

حق پرست ایسا کہ باطل سے وہ ٹکر کھائیگا
ظلم کا منہ توڑ دے گا جو جواب آنے کو ہے

آج علم و فضل کے دروازے سارے کھل گئے
حق پرستی، حق شناسی کا نصاب آنے کو ہے

جس کے صدقے دو جہاں میں ہو گا قائم عدلِ حق
بارگاہِ حق میں جو ہے باریاب، آنے کو ہے

جو چھپا رہتا تھا، جیسے بادلوں میں آفتاب
جو حجابوں میں تھا ابتک، بے حجاب آنیکو ہے
ہاتھ میرے آگئی جو جب حیدر کی شراب
ہے بڑھاپا دوستو! لیکن شباب آنیکو ہے
ٹھہر جائیں میکدہ میں مومنو! کھا پی کے آج!
دل کے بہلانے کو ظالم شیخ و شاب آنیکو ہے
محفلِ رندوں میں تیرا کیا رکھا ہے شیخ جی؟
ہے تقاضا موسمی تجھ کو جلاب آنے کو ہے
بھاگنا ہے بھاگ جاؤ ورنہ ڈوبو گے یہاں
تیری جھگی شیخ جی اب زیرِ آب آنیکو ہے
کیوں بلاتے ہو ہمیں کیا لطف آئیگا ہمیں
گر یہاں پر ایک بھی خانہ خراب آنیکو ہے
حیدری! تجھ کو ہے حیدر کی غلامی مل گئی
ہے تصدق اس کے جو عزت مآب آنیکو ہے

منقبت۔ ۲۶

علی کو بوالحسن و بوتراب کہتے ہیں
ہم اُس کو بے مثل و لاجواب کہتے ہیں
علوم ظاہر و باطن سکھا دئے تجھ کو
چُسا کے اپنے دہن کا لعاب کہتے ہیں

کتاب عرش سے احمدؐ پہ وہ ہوئی نازل
کہ جس کتاب کو اُمّ الکتاب کہتے ہیں

یہ خیبر ڈالنا اژدر کا عہدِ طفلی تھا
اُکھاڑنا درِ خیبر شباب کہتے ہیں

پلا دے ساقیا! بھر بھر کے اپنے صدقے میں
مئے ولائے ولایت مآب کہتے ہیں

کرن جو ایک ہی پھوٹی تھی نورِ احمدؐ سے
ہم اُس کرن کو مہ و آفتاب کہتے ہیں

چلیں گے راہِ علی پر، ہے مستقیم وہی
علی کی راہ کو راہِ صواب کہتے ہیں

جو پوچھے نام تیرا حیدرؔی! تو کہہ دینا
ہمیں تو قنبرِ حیدر جناب! کہتے ہیں!

منقبت - ۲۷

منقبت پڑھنے سے صلوات پڑھانا پہلے
دین و ایمان کے سب پھول چڑھانا پہلے

روزِ میثاق میں اقرار کیا تھا تو نے
وعدۂ قالوابلےٰ یاد دلانا پہلے

جانشینوں سے تیرے پیئے پئینگے لیکن
اپنے ہی دست مبارک سے پلانا پہلے

یا علی! یا علی کہدونگا دمِ نزع جبھی
سرِ بالیں میرے مولےٰ! ذرا آنا پہلے

عاصیو! حج پہ تو جانا ہوا واجب لیکن
کربلا، شام و نجف سے بھی ہو آنا پہلے

بن ہی جائے گی اُخوّت سے لڑی موتیوں کی
تو مگر بن تو جا تسبیح کا دانہ پہلے!

عید فردوس میں ہر روز کرینگے لیکن
میرے مولےٰ ہمیں عیدی تو دلانا پہلے

ظلمتِ کفر کو دل سے تو ہٹانا پہلے
قلب اپنے کو مسلمان بنانا پہلے

درِ رضوان پہ جب حاضری تیری ہو جائے
نعرۂ حیدرِ کرّار لگانا پہلے

مومن و متقی و پارسا بن جاؤں گا
یاالٰہی! مجھے شیطان سے بچانا پہلے

دوستو! کوثر و تسنیم پئیں گے لیکن
اپنے کو قابلِ جنّت تو بنانا پہلے

راسخ العقل و ایمان تو ہم ہیں واللہ
بعد احمدؐ کے اے مولےٰ! تجھے مانا پہلے

فضلِ حق ہوگا بہ الطافِ محمدؐ و علیؓ
باغِ فردوس میں اے حیدری! جانا پہلے

حیدری! بلبلِ بستانِ علی ہوں واللہ
جا کے تو اس چمنستان میں گانا پہلے

منقبت - ۲۸

(مخمس)

تر زباں تو نے لبِ نہر نہ کی کیا کہنا !
تشنگی اپنی تجھے بھول گئی کیا کہنا !
پیاس بچوں کی تجھے یاد رہی کیا کہنا !
تیرے ایثار کی اللہ غنی کیا کہنا !
اے علمدارِ حسین ابنِ علی کیا کہنا !

چھین لی پل میں لعینوں سے ترائی تو نے
جیت لی آن میں دریا کی لڑائی تو نے
مشک لیجانے کی مہلت جو نہ پائی تو نے
اپنی صورت نہ سکینہ کو دکھائی تو نے
تیرے ارمان کا، غیرت کا تیری کیا کہنا!

تجھے شاہنشہِ اقلیم وفا کہتے ہیں
رہبرِ جادۂ تسلیم و رضا کہتے ہیں
تیرے غصے کو ملک قہرِ خدا کہتے ہیں
شیرِ داور تجھے کہتے ہیں بجا کہتے ہیں
غیض کا تیرے ولی ابنِ ولی کیا کہنا !

تجھکو ہر حال میں شبیر کا یاور پایا
ساتھ سائے کی طرح تجھکو اکثر پایا
تجھ سا کس بھائی نے دنیا میں برادر پایا؟
ایسا پایا کسی جانباز نے کمتر پایا
پھر بھی منہ سے نہ کہا لفظِ اخی کیا کہنا!

خون پسینے کی طرح تجھ کو بہاتے دیکھا
زخم پہ زخم تنِ پاک پہ کھاتے دیکھا
عشقِ شبیر میں شانوں کو کٹاتے دیکھا
موت سے ہنس کے تجھے آنکھ لڑاتے دیکھا
عاشقِ صادقِ فرزندِ نبیؐ کیا کہنا!

تجھ کو پالوں تو کسی شے کی تمنا نہ کروں
اپنی حالت کا کسی حال میں شکوا نہ کروں
دل میں اپنے ہوسِ دولتِ دنیا نہ کروں
ہفت کشور کی حکومت ہو تو پروا نہ کروں
بڑھ کے شاہی سے گدائی ہے تیری کیا کہنا!

کیوں نہ دن رات تصور تیرا اس دل میں رہے
شکلِ گُل جیسے سدا چشمِ عنا دل میں رہے
تیری الفت میرے مولا! جو میرے گِل میں رہے
کس طرح پھر تیرا ذاکر کسی مشکل میں رہے
ہو گیا صاف گناہوں سے بری کیا کہنا!

قصیدہ۔ ۲۹

(منقبت)

علی سے اگر لو لگائی نہ ہوتی
بشر کی خدا تک رسائی نہ ہوتی

خدا گر محمدؐ کو پیدا نہ کرتا
خدا ہوتا لیکن خدائی نہ ہوتی

نہ رکھتا خدا گر محمدؐ کو قائم
دو عالم کی بستی بسائی نہ ہوتی

ولادت علی گر نہ کعبہ میں ہوتی
تو کعبہ کی قبلہ نمائی نہ ہوتی

محمدؐ نہ فرماتے منکنت مولے
تو بلّغ کی بالکل صفائی نہ ہوتی

محمدؐ نہ کرتے وصی گر علی کو
رسالت کی وعدہ وفائی نہ ہوتی

نہ کھلتا کبھی آج تک باب خیبر
جو قوّت علی آزمائی نہ ہوتی

نہ گر روکتا ضرب حیدر کو شہپر
زمیں یہ کسی کام آئی نہ ہوتی

علی کو بشر گر نہ جانے پہچانے
تو ایمان سے آشنائی نہ ہوتی

نہ پیتے شراباً طہورا کی مے ہم
جو دست خدا نے پلائی نہ ہوتی

بجز حبّ حیدر ہزاروں نمازیں
پڑھے کوئی، لیکن ادائی نہ ہوتی

نہ ہم پیتے تھے جھوم کر جامِ کوثر
جو ساقی کی جلوہ نمائی نہ ہوتی

ولایت امامت کا گر ہوتا قائل
منافق سے میری لڑائی نہ ہوتی

نہ کھاتا اگر حق کوئی فاطمہ کا!
ملنگوں سے بھی مار کھائی نہ ہوتی

یہ قنبر علی حیدری گر نہ ہوتا
سندِ جنّتی ہاتھ آئی نہ ہوتی

قصیدہ - ۳۰
(منقبت)

نور سے مولا نے جب کعبہ منوّر کر دیا
تھا صنم خانہ جسے اللہ کا گھر کر دیا

عرش پر عقدِ علی پڑھکر خدائے عزّ وجلّ
زوجِ زہرا اور دامادِ پیمبر کر دیا

مرج البحرین ہیں دونوں علی و فاطمہ
شبّر و شبیر کو مرجان و گوہر کر دیا

آیہ تطہیر ہے شاہد، علی معصوم ہے
ہے خدا نے اُن کو طاہر اور مطہر کر دیا

طالبِ دنیا نہ تھے مسکین نوازی کیلئے
سنگ کو لعل و گوہر اور خاک کو زر کر دیا

بھاگتا آیا تھا لشکر لوٹ لینے کے لئے
جب علم لہرا کے مولا نے فتح خیبر کر دیا

فرشِ احمدؐ پہ شبِ ہجرت علی لاافضل کو
دیکھنے میں بھی محمدؐ کے برابر کر دیا

اک نظر کر دی علی نے عنایات و کرم
ذاکر و زوّار مولائی سخنور کر دیا

دیکھ لے اے حیدری! حیدر کی بندہ پروری
بندۂ ناچیز کو بھی اپنا قنبر کر دیا!

قصیدہ ۔ ۳۱

شانِ دُلدُل سوار کیا کہنا! | جانے پروردگار کیا کہنا!
دیکھی ہم نے بھی دشتِ نجراں میں | پنجتن کی بہار کیا کہنا!
احمدؐ و فاطمہؑ، حسینؑ و حسنؑ | آئے دُلدل سوار کیا کہنا!
لحمک و لحمی نفسِ پیغمبر | صاحبِ ذوالفقار کیا کہنا!
قرۃ العین ہیں حُسینؑ و حَسنؑ | فاطمہؑ ذِی وقار کیا کہنا!
ہے گلستانِ پنجتن کی مہک | ہے فضا عطر بار کیا کہنا!
پنجتن کی مئے محبّت کو | پیتے ہیں بادہ خوار کیا کہنا!
ساقی! ہم بے حساب پیتے ہیں | جام دے صد ہزار کیا کہنا!
نُور کی ہیں تجلیّاں ہر سُو! | نُورِ حق آشکار کیا کہنا!
وارثِ مسندِ نبیؐ ہیں علیؑ | جانشیں تاجدار کیا کہنا!
کائناتوں میں ہیں علیِؑ ولی | حکمراں شہریار کیا کہنا!
عینِ حق، وجہِ حق، لسانِ حق | ہاتھ پروردگار کیا کہنا!
ہے مع الحق علی ولی اللہ | حق کا آئینہ دار کیا کہنا!
عمرو عنتر ہیں اور مرحب ہیں | شیرِ حق کا شکار کیا کہنا!
حق نما، حق شناس حق کے ولی | حق کے ہو شاہکار کیا کہنا!
دیدیا ساری اس خدائی کا | حق نے سب اختیار کیا کہنا!
بانٹنے والا رزق کا ہے علی | دیتا ہے کردگار کیا کہنا!
مانگی روٹی تھی میرے مولاؑ سے | دیدی ساری قطار کیا کہنا!
دشمنِ دشمنانِ حیدرؑ ہوں | دوست ہوں دوستدار کیا کہنا!
یا علیؑ یا علیؑ کہا جس دم | ہو گیا بیڑا پار کیا کہنا!
تیرے قدموں میں کیوں نہ قرباں ہوں | دل سے پروانہ وار کیا کہنا!

نام تیرا میرا وظیفہ ہے	ورد لیل و نہار کیا کہنا !
آیا جب حرف مدعا لب پر	کہدیا بار بار کیا کہنا !
کشور شعر میں ہو حیدری ! تم
ایک جاگیر دار کیا کہنا !

قصیدہ ۔ ۳۲

تمہاری شان اے دُلدل سوار کیا کہنا !
کلامِ پاک میں ہے بار بار کیا کہنا !
چمن عقیدہ میں ایمان کی بہار آئی
بلائے فصل ہے فصلِ بہار کیا کہنا !
قسم خدا کی، ہے دستِ خدا کے ہاتھوں میں
خدائی ساری کا سب کاروبار کیا کہنا !
نہ کیوں اشارے سے سورج بھی لوٹکر آئے
ہو دورِ دنیا کے دار و مدار کیا کہنا !
تیرا جو نفس خریدا رضا کو بیچ دیا !
رزاقِ عالم و پروردگار کیا کہنا !
نوشتہ شہپر جبریل پہ وہ کندہ ہے
وہ کارنامہ تیرا ذوالفقار کیا کہنا !
کیا جو یا علی ! ایماں کی امنگوں سے
تڑپنا تیرا دلِ بیقرار کیا کہنا !
پڑھا جو نادِ علی ہم نے وقتِ مشکل میں
پہنچنا آن میں دُلدل سوار کیا کہنا !

یہ رنگ لایا شہیدوں کے خونِ ناحق نے
بنایا خاکِ شفا رنگ زار کیا کہنا!

یہ وہ ہے خاک فرشتوں نے جس پہ سجدہ کیا
نہ سجدہ کرنے پہ لعنت ہزار کیا کہنا!

کبھی نہ روئیگا محشر میں وہ بنی آدم
حسینی غم میں جو روتا ہے زار کیا کہنا!

خدا نے غاصب و ظالم پہ دیکھو لعنت کی
کبھی تو تم بھی کہو بے شمار کیا کہنا!

بشر جو رہتا ہے ہر دم علی کے سائے میں
مجال کس کی، کرے زیر بار کیا کہنا!

میں فخر کیوں نہ کروں؟ قنبرِ علی میں ہوں
اے حیدری! یہ تیرا افتخار کیا کہنا!

خوشا نصیب تیرا حیدری بہ لطفِ علی
چہاردہ کا تو ہوگا زوار کیا کہنا!

maablib.org

چند اشعارِ قصیدہ-۳۲

جلوہ گر جو نور دیکھا تھا جمالِ طور سے
آج رخشندہ ہے کعبہ دوستو اس نور سے

رہبرِ راہِ خدا او پیشوائے دوجہاں
دیکھنا ایماں کا طوبےٰ بڑھتے اس انگور سے

ہم ہیں رندانِ علی، مت کرنا ہم سے چھیڑ چھاڑ
ورنہ اپنے کو ہمیشہ پاؤ گے مجبور سے

نعرۂ حیدر ہے کیا پوچھو دلِ رنجور سے
انتہا ایماں کی قلبِ مطمئن مسرور سے

نور کی جیسے کرن پھوٹی تھی غارِ ثور سے
قبلۂ عالم بنا کعبہ، علی کے نور سے

اُلفتِ حیدرؑ کی مئے کے مجھکو پیہم جام دے
چشمِ دل کھلتے ہیں جب، ہوتے ہیں ہم مخمور سے

حیدری! دربارِ حیدر میں نہ کیوں درجہ بڑھے
کہتے ہو اشعار قنبر حیدری دستور سے

maablib.org

قصیدہ-۳۴

(در بیان فتحِ خیبر)

علی کے جب فضائل کا کہیں اذکار ہو جائے
صدائے یا علی اے مومنو! یکبار ہو جائے

حقیقت جنگِ خیبر کی سرِ محفل سُناتا ہوں
تیری تائید مجھ کو سیّد و سردار ہو جائے

کہا یاروں نے انتالیسویں دن ہے یہ ناممکن
فتح اک دن میں یہ قلعہ شہِ ابرار ہو جائے

رسول اللہ کہتے تھے کہ کل دونگا عَلم اُس کو
رہے کرار میداں میں، نہ جو فرار ہو جائے

شبِ تاریک میں ہونے لگے یہ مشورے باہم
فلاں ابنِ فلاں تیار ہو جائے

بڑے سب لشکری کہتے کرینگے فتح خیبر کو
ہمارے قلبِ مضطر کو ذرا قرار ہو جائے

عَلم لوٹا کے لاتے تھے حفاظت کیلئے ہم سب
امانت تھی محمدؐ کی، نہ گم سرکار ہو جائے

ہمارے خاکِ پا تک بھی بھلا دشمن کوئی پہنچے
پتہ پڑ جائے مرحب کو اگر دو چار ہو جائے

نہ مرحب آنکھ پر چڑھتا، نہ ہم خاطر میں لاتے ہیں
لڑائی میں کبھی تو برسرِ پیکار ہو جائے

نہ میداں میں ٹھہرتے ہم، نہ رُکتے ہم پہاڑوں پر
دکھائیں اپنے کرتب، حکم گر سرکار ہو جائے

ہمیں تیغ و تبر کی کیا ضرورت ہے پڑی لوگو
ہمارے نام سے ہی بس عدو بیزار ہو جائے

خوشی میں فتح کی ہم سب کے آگے آگے رہتے ہیں
ہمیں بھی تو عنایت کچھ درم دینار ہو جائے

سیاست جنگ کی ہم جانتے ہیں چالبازی سب
مجال ہے بال بیکا ہو یا اک بھی وار ہو جائے

مگر نادِ علی پڑھ کر رسول اللہ کہتے تھے
درِ خیبر پہ جلوۂ حیدرِ کرار ہو جائے

یہ کہنا تھا، علی چشم زدن میں آن کر پہنچے
سرِ محفل صدائے یا علی یکبار ہو جائے

عَلم کو گاڑ کر کہتے تھے اب خیبر اکھاڑوں گا
دو گانہ بابِ خیبر پر ادا اک بار ہو جائے

اکھاڑا ایک جھٹکے سے علی نے بابِ خیبر کو
بنا کر پُل کہا لشکر کو سارا پار ہو جائے

در و دیوار، بُرج و بامِ خیبر کے لرزتے تھے
یہ ڈر تھا آن میں بنیاد تک مسمار ہو جائے

بہادر تھا، جری تھا بھاگنے والا نہ تھا مرحب
مگر بچتا وہ کب، جب بُوترابی وار ہو جائے!

علی تیغِ الٰہی کا یہ شانِ لافتائی ہے
کہ جب چاہے تو لاکھوں دشمنوں پر بار ہو جائے

کڑک کر برقِ تیغِ حیدری ایسی چمکتی تھی
کہاں کا طُور، میداں بھی تجلّی زار ہو جائے

تو کر وردِ زباں اے حیدری! نادِ علی ہر دم
تو تیرا ہر دو عالم میں یہ بیڑا پار ہو جائے

قصیدہ-۳۵
(یا علی مدد)

دما دم یا علی حیدر! دما دم یا علی حیدر!

۱- تُو علی عالی و اعلیٰ
ہے کیا باری تعالیٰ
تجھے دوجگ کا اُجالا
ہے بنا عرشِ معلّا
تیری مسند تیرا ممبر
دما دم یا علی حیدر!

۲- ایک ہوا نور جو پیدا
ہوا تقسیم دو حصّا
ہوا یہ راز ہویدا
سرِ فرشِ نبی دیکھا
تجھے احمدؐ کے برابر
دما دم یا علی حیدر!

۳- آئے نجراں سے ناری
ہوئی میداں میں تیاری
آئی پنجتن کی سواری
ہوا فرمان یہ جاری
ہے علی نفسِ پیمبر
دما دم یا علی حیدر!

۴- ہے یہ تطہیر سے ظاہر
ہوئے معصوم اور طاہر
قدرتِ حق کے مظاہر
لدُنی علم کے ماہر
قُلزمِ حق کے شناور
دما دم یا علی حیدر!

۵- امیر المومنین حیدر
امام المتقین صفدر
مرشد و ہادی و رہبر
کہتے رہتے تھے پیمبر
ہے میرا بازو برادر
دما دم یا علی حیدر!

۶- مالکِ کون و مکاں ہے
تو امامِ دو جہاں ہے
بولتا جو وہ قرآں ہے
قاسمِ نار و جناں ہے
یا علیؑ! ساقیِ کوثر
دما دم یا علی حیدر!

۷۔ یا علی بن ابی طالب
اسد اللہ ہے غالب
دین کی جاں اور قالب
جانتا میرے مطالب
جھولی بھر دی میری یکسر
دما دم یا علی حیدر!

۸۔ کاتبِ لوح و قلم ہے
تیرے ہاتھوں میں قسم ہے
عزت و جاہ و حشم ہے
نہیں پہچانے ستم ہے
وارثِ تختِ پیمبر
دما دم یا علی حیدر!

۹۔ عرش خاتم تو نگینہ
رازِ حق کا ہے خزینہ
کہتے تجھے شاہِ مدینہ
اہلبیتی ک السفینہ
اُس کے ہو ناخدا لنگر
دما دم یا علی حیدر!

۱۰۔ مہد میں چیر کے اژدر
بنے مولا میرے حیدر
فاتحِ خندق و خیبر
قاتلِ مرحب و عنتر
ہے مچی دھوم یہ گھر گھر
دما دم یا علی حیدر!

۱۱۔ سوئے بستر پہ جو بھائی
رضا اللہ کی پائی
وحی جبریل نے لائی
کر دیا دے کے خدائی
دونوں عالم کا گورنر
دما دم یا علی حیدر!

۱۲۔ ورد تو صبح و مسا کر
نام مولا کا لیا کر
پڑے مشکل تو صدا کر
چھوڑ دشمن کو جلا کر
لگا دے نعرۂ حیدر
دما دم یا علی حیدر!

۱۳۔ منبعِ جُود و کرم ہو
نائبِ شاہِ اُمم ہو
وارثِ تاج و عَلم ہو
مالکِ تیغِ دُو دم ہو
یاعلی! حیدر و صفدر
دما دم یا علی حیدر!

۱۴۔ تیری سرکار ہے عالی
آئے ہیں در پہ سوالی
نہیں لوٹ آئینگے خالی
تیرے مولائی موالی
آئے ہیں بن کے گداگر
دما دم یا علی حیدر!

۱۵۔ وصفِ حیدر کی کئے جا
نام مولیٰ کا لئے جا
مئے عرفان پئے جا
جوشِ ایمان دئے جا
جام پہ جام پئے جا
تو ہے سرکاری سخنور
دما دم یا علی حیدر!

۱۶۔ لب پہ مولیٰ کی ثنا ہے
قلب میں عرشِ عُلا ہے
دل میں مولےٰ کی ولا ہے
مجھ پہ جو لطفِ خدا ہے
شاعروں میں ملا نمبر
دما دم یا علی حیدر!

۱۷۔ صادق دعاشق و اصغر
میرا سلمان ہو گوہر
مومن و صالح و برتر
اِن کو سب علم عطا کر
بہرِ مولےٰ و پیمبر
دما دم یا علی حیدر!

۱۸۔ بہرِ شبیر اور شبّر
نظرِ لُطف و کرم کر
نظم بن جائے یہ گوہر
ہوں ثنا خواں سخنور
حیدری! ہوں تیرا قنبر
دما دم یا علی حیدر!

maablib.org

قصیدہ-۳۶

آج کعبہ میں مئے خالص کا میخانہ ملا
دوستو! دل کھول کے پینے کا پروانہ ملا

مے ملی خالص ہمیں، ساقی مِلا بحرِ سخا
ہاتھ میں خاکِ شفا کا ہم کو پیمانہ مِلا

کیا بتاؤں، ہے کہاں ملتا شراب لطاہرین
بیتِ ربّی میں ہے میخانے کا میخانہ ملا

عید ہے مومن کی، مومن یوں گلے ملنے لگے
جیسے اک تسبیح کے دانے سے ہے دانہ ملا

کیوں نہ ہو سب پر مقدم یا علی تیرا قدم
جب قدم کو تھا رسول اللہ کا شانہ ملا

بُت شکن مولیٰ نے، باطل کے بُتوں کو توڑ کر
کر دیا اللہ کا گھر، جو صنم خانہ ملا

چھوڑ دے اے محتسب! پینے پلانے کا ہے دن
لطفِ ربانی سے ہمکو میرِ میخانہ مِلا!

قُدسیوں نے عید کی، تحفے فرشتوں کو ملے
خلعتیں غلماں کو، حوروں کو دُردانہ ملا

دین تولا جائیگا میزان جس میں، وہ ملی
جس میں ناپا جائیگا ایماں، وہ پیمانہ ملا

اپنے اپنے گھر ہوئے پیدا ہمیرِ مُرسلیں
کعبہ میں بنتِ اسد کو تھا زچہ خانہ ملا

جب علاجِ مرضِ عصیاں کیلئے کی جستجو
تب مدینۂ علم کے دَر پہ شفا خانہ ملا

حیدرِ کرّار کے دربار سے اے دوستو!
ہم فقیروں کو ملا جو کچھ امیرانہ ملا

بارگاہِ پنجتن سے مل گئی طبعِ رسا
شاعرانہ دل ملا، ہے ذوق شاہانہ ملا

ہم سرِ محفل ملے جب مومنوں سے کہتے تھے
دیکھ لو شمعِ امامت کا ہے پروانہ ملا

بُلبلِ حیدر کی قسمت دیکھ لو اے حیدری!
جس کو ہر اک شاخِ جنّت پر ہے کاشانہ ملا

قصیدہ - ۳۷

ثنا و حمد کر خلّاقِ عالم بندہ پرور کی
ہے قُدرت کاملہ ہر چیز میں اللہ اکبر کی

صفت ورد زباں کر دائما محبوب داور کی
ہے والشمس والضحیٰ واضح ثنا رُوئے منوّر کی

صفت کرتا رہوں گا عمر بھر میں آلِ اطہر کی
محمد مصطفےٰ کی، فاطمہ، حسنین و حیدر کی

اجازت کیوں ملی بنتِ اسد کو، کون کہہ سکتا
حقیقت خود خدا ہی جانے اس دیوار میں در کی

فقط مولا میرے بیت الحرم میں کیوں ہوئے پیدا
وہی جانیگا ہوگی بات جو اللہ کے گھر کی

ملے گی نعمتِ عظمیٰ، ہمیں ہو جائے گر حاصل
حمایت پنج و بارہ چہاردہ کی اور بہتّر کی

کفایت جو کرے نانِ جویں پر عمر بھر لوگو!
تمنا کیا کریگا مال و زر کی لاؤ لشکر کی

درِ ساقی نہ چھوڑا ہے کبھی اور ہم نہ چھوڑینگے
تمنا ہے ہمیں دل میں شرابِ حوضِ کوثر کی

ٹلیں گے حوض سے کیسے، بلا کے پینے والے ہیں
جھلک گر دیکھ لی ہم نے چھلکتے جامِ کوثر کی

پئینگے جام لے لیکر، چھپانے کی ضرورت کیا
یہی پاکیزہ مے تو ہے مُجلی اللہ کے گھر کی

مقدر میں ہمارے کاتبِ تقدیر نے لکھی
سعادت ہم نشینی حضرتِ سلمانؓ و بوذرؓ کی

بھلا یہ وصف کیا کم ہے کمالِ ضربِ حیدر کی
شکستہ بُت سے آتی تھی صدا اللہ اکبر کی

ہو دستِ کبریا اور کیوں نہ ہوں دو انگلیاں کافی
بھلا کیسے نہ کھُلتی تھی حقیقت بابِ خیبر کی!

خدا ہے جانتا سب کچھ جو کرتے آئے ہیں ابتک
عدو سے اُن کے نفرت کی، محبت آلِ اطہر کی

چلے جائیں گے جنّت میں، نہ روکیگا ہمیں رضواں
دکھائیں گے سند پر دستخط اور مُہر حیدر کی

اسی صورت سے ہم سب حیدری جنّت میں جائیں گے
زباں پر یا علیؑ، ہاتھوں میں دامن آلِ اطہر کی

عدوئے حیدرِ کرار سے بے انتہا نفرت
عُمر بھر یہ ریاضت اور عبادت ہم نے اکثر کی

بڑے رُتبوں پہ فائز ہیں غلامانِ شہِ مرداں
غلامی کر ملامی حیدری! حیدر کے قنبر کی!

قصیدہ۔ ۳۸

شبِ عیدِ ولادت امام آخر زماں

امام آخر زماں کی آج شبِ عیدِ ولادت ہے
یہ وہ محفل ہے جس میں آنا اور جانا عبادت ہے

سندِ مِنکنت لے کر جب علیؑ کے جانشیں آئے
وہی مسند نشینِ احمدؐ و شاہِ ولایت ہے

ہو صاحب امر کا مولےٰ، تیری واجب اطاعت ہے
خدائے برگزیدہ کے خلیفے کی خلافت ہے

جب حق آیا تو باطل مٹ گیا مٹنا ہی تھا اُسکو
ہوا ظلم وستم سب سرنگوں اس کی علامت ہے

اے مولےٰ! آبھی جاؤ، عدل اور انصاف ملجائے
تیرے دستِ مبارک میں عدالت ہی عدالت ہے

جو مخزنِ روحِ قرآں ہو، وہی قرآن کو سمجھے
بجز معصوم کے کافی نہیں جس کی قیادت ہے

نہ آنا آپ کا مولے قیامت ہی قیامت ہے
تیرا آنا قیامت ہے، نہ آنا بھی قیامت ہے

ملی ورثے میں جس کو قوتِ بازو ہے حیدر کی
شجاعت وہ، سخاوت وہ، ولایت وہ امانت ہے

ولی ہو حق نما، پشت و پناہِ دینِ حق ہو تم
جو مانے جیت جائے اور نہ مانے تو ذلالت ہے

مذاہب سب نے بتلایا کہ آنیوالا آئے گا!
مشیت ایزدی ہے، قدرتِ حق تیری غیبت ہے

ہو وہ خورشیدِ کامل، جو کہ رخشندہ ہو ہر جا
چھپے ہو چاند تاروں سے مگر ظاہر کرامت ہے

وہ سوئیں جا کے بستر پر یا تختِ خاک پر بیٹھیں
جسے دیکھو جمالِ احمدِ مرسل کی صورت ہے

شبِ معراج پردے راز میں دیکھا تو کیا دیکھا
ابد سے تا عدم اور عرش تک تیری خلافت ہے

بنائے سیکڑوں نقلی خدا، کعبہ میں بن بیٹھے
خلیفہ خلد تک ہے کون، کس کی بادشاہت ہے؟

زیارت پنجگانہ ہم امام العصر پڑھتے ہیں
سلامی حضرتِ قائم عبادت ہی عبادت ہے

ہیں صدیوں منتظر کب میرے مولے کا ظہور ہوگا
کہ دیکھیں کیسے ظالم سنگیخڑوں کی آتی شامت ہے

پھڑکتا نعرہ جب میں یا علی! کہکر لگاتا ہوں
تو ہر مشکل کے حل ہو جانے کی ملتی سعادت ہے

میں ہرگز درجۂ اعلیٰ کی دعویٰ کر نہیں سکتا
ہوں ادنیٰ سا سخنور، لیک کچھ فن میں مہارت ہے
غلامِ حیدرِ صفدر ہوں، میں ہوں حیدری بندہ
مجھے مولا علی مشکل کشا سے دل سے الفت ہے

قصیدہ-۳۹
بر ولادت حضرت مولا علی

ہوا مولا علی پیدا، مبارک دو پیمبر کو!
کہ پیدائش سے جس کی فخر ہے اللہ کے گھر کو
جزک اللہ کے نعرے ہوں اور صلوات کے نعرے
صدائے یا علی ہی داد ہے کافی سخنور کو
وہ بچہ جو کرے تعظیم اُٹھ کر بطنِ مادر میں
وہی جانے محمدؐ کو، محمدؐ شانِ حیدر کو
دُوئی اُن میں نہیں، واللہ واحد نور ہیں دونوں
کہا تھا لحمک و لحمی محمدؐ نے برادر کو
شبِ ہجرت میں تھا ہر شخص نے دیکھا تو کیا دیکھا
سمجھتے تھے محمدؐ مصطفےٰ بستر پہ حیدر کو
نظامِ دورِ عالم کو اگر چاہیں بدل ڈالیں
اشاروں سے دکھا دیں لوٹتے مہرِ منور کو

کلیم اللہ بھی تھا ڈر گیا اک اپنی لاٹھی سے
علی گہوارے میں بھی چیر کر ماریگا اژدر کو

قسیم النار والجنۃ علی المرتضےٰ حقا!
لٹائیں گے وہی ساقی شرابِ حوضِ کوثر کو

علی کی ذات والا کو بشر جانے تو کیا جانے
نصیری تو خدا ہیں مانتے مولائے قنبر کو!

نہ ڈر طوفان سے ہرگز، توکّل رکھ چلا کشتی
بھروسا رکھ علی پر اور اٹھا دے اپنے لنگر کو

بھلا ہم کیا کہیں، تو دیکھ لے قرآن کے اندر
خدا کہتا ہے کیا غاصب کو، ظالم کو اور خودسر کو

ہیں کیا رتبے بخیلوں کے، ذرا قارون کو دیکھو
کریں گے مال و زر شرمندہ روزِ حشر اخگر کو

تقاضائے محبّت دیکھ لو، اس کے سوا کیا ہے
کہ سمجھے لائقِ لعنت، عدوئے آلِ اطہر کو

بدہ ساقی مئے باقی کہ غیروں سے نہ ملتی ہو
کنارِ آبِ کوثر ہم پئینگے تیرے ساغر کو

علی کے نام سے مومن! مصفّا قلب کر اتنا
کہ اُس آئینہ میں ہر ایک دیکھے عکسِ حیدر کو

علی کے راستے پر جب ہے مومن گامزن ہوتا
تو منزل خود ہی آکر ڈھونڈھ لیتی ہے مسافر کو

تمنّا حیدری کی ہے اے مولےٰ! روزِ محشر میں
لواالحمد کے سائے میں رکھنا اپنے قنبر کو

قصیدہ ۔۔ ۴۰

اے طائرِ دماغ تو آ میرے جال میں
عالم تمام حلقۂ دامِ خیال میں

دیکھی بہار جو چمنِ نونہال میں !
ہُو حق ہے کرتی فاختہ، آتی ہے حال میں

مولا کے دشمنوں کی بتاؤں میں انتہا
ہوتا شمار میرے قلم کے کمال میں

کیسے بتاتا فرق بصد مُوشگافیاں
اُس کی زبان تیز حرام و حلال میں

طبعِ رسا اٹھا کے اُڑی آسمان پر
نادیدنی بھی دیکھی تھی خواب و خیال میں

آنے لگیں گی دوستو اُبکائیاں مجھے
آتا ہوں نامِ غیر سے جب اشتعال میں

وابستہ تھے حضور کے نعلین سے جو ہم
مصروف کیوں نہ ہم ہوں وہاں دیکھ بھال میں

اے دشمنِ علی میں تجھے جانتا رہا
تیرا خمیر دیکھا تھا مادے سیال میں

اے دشمنِ خدا و رسول و علی سنبھل
چھوڑونگا کچھ نہیں تیرے بالوں کی کھال میں

اِتراتے ہو عروج پہ اے پستوا الست ہو
بدبخت! تیرا آیا ستارا زوال میں

حضرات آپ نے جو بُری گت بنائی ہے
اب شیخ جی رہے نہیں سُر میں نہ تال میں

رندوں کی محفلوں میں گر آئیگا شیخ جی
کچھ ہو نہ ہو یقین ہے کہ کالا ہے دال میں

ان کی عبادتوں کا سُنو کچھ تو ماجرا !
رمضاں میں کھاتے پیتے ہیں، روزے شوال میں

دیتا ہے اوج حق تو وہی لازوال ہے
پستی کہاں ہے ایسی عروج و کمال میں

ہے عید آج زینبیہ قبلتین میں
تو سین و مشرقین و جنوب و شمال میں

لخت جگر رسول و جناب بتول ہو
اک نور کی کرن ہے تیرے بال بال میں

نقطہ جو زیرِ بائے تھا وہ زیرِ لب سہی
نقطہ وہی تھا روئے منوّر کے خال میں

دختر علی کی ہے یہی زہرا کی لاڈلی
ثانی جو فاطمہ کی جمال و کمال میں

اک طرف تھی خوشی کہ ہے شیدا حسین کی
معصومہ ہے حسین کے آل و عیال کی

ایسی بلیغ، جس پہ بلاغت نثار ہو
بنت علی، علی ہی تھیں جاہ و جلال میں

حلاّل مشکلات کی دختر تمہیں تو ہو
تجھ کو پکارتے رہے اُمرِ محال میں

ہمشیرِ حسین کی، بس وصف کیا کروں
صلِّ علیٰ ہی آتی ہے میرے خیال میں

حُبِّ علی کا ہے وہ صلہ، قدر و منزلت
جو ہو گیا شمار تھا سلمان آل میں

حامی تیرا ہے حیدری! ہر دم علی ولی
سکرات و موت و حشر، جواب و سوال میں

قصیدہ-۴۱

درشانِ ولادت جناب سید الشہدا امام حسین علیہ السلام

بُلبلیں نغمہ سرا ہیں، اور مہکتا ہے چمن
باغِ عالم میں بہار آئی ہے پھر بنکے دلہن

آج لائی ہے شمیم خُلد پیغامِ بہار
موگرا ہے مست خوشبو سے، معطّر یاسمن

عیدِ میلادِ حسین ابنِ علی ذیشان ہے
ہے چراغاں چارسُو، پُر نور ہے ہر انجمن

تیری کیا تعریف ہو اے بندۂ یکتا حسین؟!
راکبِ دوشِ نبیؐ! اے روح و جانِ پنجتن!

قرۃ العینین احمدؐ، نورِ عینِ مرتضےٰ!
زینتِ آغوشِ زہرا، زورِ بازوئے حسن

شان ہے والعصر تیری وصف قلبِ مطمئن
زیورِ عشقِ الٰہی قدر ضینا زیبِ تن

زندگی ذلت سے بہتر بار ہا عزت کی موت
راہِ حق میں سر فدا کرنا تیری رسمِ کہن !

میرے آقا، میرے ہادی، میرے رہبر، پیشوا
روزِ محشر میں بچانا، ہمکو از رنج و محن

ہاتھ سے ہرگز نہ چھوٹے دامنِ آلِ عبا
سر پہ لہرانا لوا الحمد ہو سایہ فگن

صبر و تسلیم و رضا کے قلزم ذخار ہو
عشق حق کا ہے تیرے سینے میں دریا موجزن

کوثر و تسنیم بھی اور جنت الفردوس بھی
حیدری ہوگا عطا از بارگاہِ پنجتن

تیرے جانبازوں کے صدقے جن نے ثابت کر دیا
مقصدِ حق سے ہٹا سکتے نہیں دار و رسن

نام سے پہچان لے قنبر تیرے والد کا ہوں
حیدری ہوں میں ازل سے اور غلامِ پنجتن

قصیدہ-۴۲

بتاؤں کسے، میں کدھر دیکھتا ہوں ؟
جدھر حق نے دیکھا اُدھر دیکھتا ہوں !
اِدھر ایک بندش کہ مریم نہ آئے
حرم میں اُدھر ایک دَر دیکھتا ہوں

اِدھر دیکھتا ہوں اُدھر دیکھتا ہوں
نظر آئے مولےٰ جدھر دیکھتا ہوں

شہنشاہ کونین کو، نائبوں کو!
میں مختارِ شمس و قمر دیکھتا ہوں

پلٹتے ہوئے گاہ سورج کو دیکھا!
اشاروں سے ٹکڑے قمر دیکھتا ہوں

کوئی چاند سورج ستاروں سے کہدے
میں عرشِ عُلا پر بشر دیکھتا ہوں

علی کو خدا نے کیا زوجِ زہرا
میں خاتون کا تاجِ سر دیکھتا ہوں

علی کیوں نہ وارث ہوں احمدؐ کے گھر کے
خدا کا مکاں، اُنکا گھر دیکھتا ہوں

جسے کہتی دینا ہے مہرِ نبوّت
علی کے قدم کا اثر دیکھتا ہوں

احد، بدر و خندق میں خیبر کے در پر
علی کو ہی سینہ سپر دیکھتا ہوں

پڑے جب کبھی مشکل علی کو بُلائیں
یہی اک عمل کارگر دیکھتا ہوں

چلو حیدری! راہِ مولےٰ علی پر
یہی خُلد کا رہ گذر دیکھتا ہوں

قصیدہ ۔ ۴۳

علی کا ہے ہمسر جنابِ پیمبر کسی کو بنانے کی کوشش نہ کرنا
وصیِ پیمبر ہے مالکِ ممبر کسی کو ہٹانے کی کوشش نہ کرنا

علی و محمد ہیں من نورِ واحد یہی راز نورِ علی نور کا ہے
عطا شان کر دے خدا اگر کسی کو تو اس کو گھٹانے کی کوشش نہ کرنا

خدا کی قسم پنجتن سے محبت بتائی خدا نے ہے اجرِ رسالت
بحکمِ خدا فرض جب ہو مودت تو اُس کو بھلانے کی کوشش نہ کرنا

بڑی استراحت سے بستر نبی کو علی رات ہجرت کی سوتے رہے تھے
بحکمِ نبیؐ گر علی سو گئے ہوں تو انکو اٹھانے کی کوشش نہ کرنا

سبق سادگی کا سکھایا علی نے عمل کر کے کھا کھا کے نانِ جویں کو
بتایا کہ دنیا فنا در فنا ہے یہیں دل لگانے کی کوشش نہ کرنا

عبادت الٰہی تو ہے فرض لیکن ذرا دیکھ لو عین اسلام کیا ہے؟
تجاوز نہ کرنا حدودِ خدا سے قدم کو بڑھانے کی کوشش نہ کرنا

علی نے اکھاڑا اٹھا دو انگلیوں سے ہزاروں منوں کا بڑا بابِ خیبر
جو ہاتھ پر رکھ کے در، پل بنا دے تو اُسکو ہلانے کی کوشش نہ کرنا

جوانمردی بزدل میں ہوتی نہیں ہے یہ ہے کیفیت ایک بزدل کے دل کی
کبھی کوئی میدان سے بھاگ جائے تو واپس بلانے کی کوشش نہ کرنا

بدست بر تیغ میداں میں اور بار لوگوں کو چڑھنا پہاڑوں پہ سوجھا
کبھی اس بلندی کے چکر میں آ کر علی کو گرانے کی کوشش نہ کرنا!

ہیں عرشِ علومِ محمدؐ کے وارث حقیقت میں تختِ خلافت یہی ہے
علی کے ہے قبضے میں یہ تخت اس پر کبھی قبضہ جمانے کی کوشش نہ کرنا

صراطِ علی مستقیم ہے یقیناً اسی راہ پر مومنین گامزن ہیں
ہوں رہبر علی، تو نہیں دور منزل رہِ حق چھڑانے کی کوشش نہ کرنا

محمدؐ نے فرما کے منکنت مولےٰ بنایا علی کُل مومن کا مولیٰ!
عدو گر کوئی اِس کو مانے نہ مانے تو اس کو منانے کی کوشش نہ کرنا

ہمیں چارہ جب پلانے رہنگے تو ہم جام لے لیکے پیتے رہیں گے
مئے حُبِّ حیدر کے متوالے ہم ہیں ہمیں آزمانے کی کوشش نہ کرنا

میں میلادِ محفل علی میں ہوں آیا مئے حبِّ حیدر سے سرشار ہوں میں
منقش ہے نامِ علی میرے دل پر وہ صورت مٹانے کی کوشش نہ کرنا

خدا نے کیا مجھ کو بندہ علی کا اور والد نے قنبرؔ علی نام رکھا
سخنور ہوں سرکارِ عالی علی کا مقابل میں آنے کی کوشش نہ کرنا

قصیدہ-۴۴

علی زورِ بازو دکھا کر چلے
بڑا بابِ خیبر اٹھا کر چلے

نصیری ہیں کہتے علی ہے خدا
جو ٹھوکر سے مُردے جِلا کر چلے

خدا و محمدؐ نے بندہ کہا
اور بندہ علی کو خدا کر چلے

عبادات ساری جو ثقلین کی
علی ضرب اک سے ادا کر چلے

جو تیغِ دو دم کو اٹھا کر چلے
کفاروں کا لشکر بھگا کر چلے

حقیقی ترقی کرے جو بشر
تو مسکن بھی عرشِ عُلا کر چلے

محمدؐ نے دیکھا تھا ایمانِ کُل
ید اللہ اُس کو خدا کر چلے

کبھی دوشِ احمد پہ اک بت شکن
حرم کو بتوں سے صفا کر چلے

انا الحق ہے کہنا صریحاً گناہ
مع الحق کا نعرا لگا کر چلے

سپاہی علی کے ہیں حیدر کے ساتھ
قدم سے قدم کو مِلا کر چلے !

علمدارِ شہ کی ہوئی حاضری
وفادار تھے جو وفا کر چلے

نہ کیوں وِرد ہو ساقیا تیرا نام
مئے حبِّ حیدر پلا کر چلے

کوئی سو گئے حکمِ احمدؐ کے ساتھ
کوئی دین و ایمان گما کر چلے

کوئی جاں کی بازی لگا کر چلے
کوئی بھاگ کر دُم دبا کر چلے

نہ ہم کیوں کہیں زندگی خواب ہے
جو دنیا میں آئے اور آکر چلے

محلّے کے مومن ہوئے جمع سب
لڑی موتیوں کی بنا کر چلے

ثنا وصفِ حیدر سے ہم روز و شب
عدو دل جلے کو جلا کر چلے

سبھی کہہ رہے تھے یہی بعدِ دفن
بھلا تھا اور سب کا بھلا کر چلے

مزیّن ہے جو زیورِ عشق سے
وہ محفل کی رونق بڑھا کر چلے

ملی جو مئے الفتِ مرتضےٰ
پیئے خود بھی، سب کو پلا کر چلے

علی کا سخنور ہے قنبرؔ علی
جو کوزہ میں دریا سما کر چلے

قصیدہ-۴۵

ثنا محبوبِ داور کی بحمد اللہ کہتے ہیں
زباں پر نام آجائے تو صلّی اللہ کہتے ہیں

بیاں ہو وصف کیا ہم سے بھلا نورِ مجسّم کی؟!
کہ جس کو رحمت اللعالمیں، اللہ کہتے ہیں

شفیع المذنبیں، سرتاجِ مُرسل، شافعِ محشر
نبیوں کا نبی، جسکو رسول اللہ کہتے ہیں

جمالِ حسنِ کامل دیکھ کر جنّ و بشر، قُدسی
زباں سے حمدِ باری اور صلّی اللہ کہتے ہیں

مزمّل، اِنمّا، یٰسین و طٰہٰ شان ہے تیری
اے سرکارِ دو عالم ہم سلام اللہ کہتے ہیں

وصی و جانشینِ مصطفٰے، مشکل کُشا مولے
یُرید اللہ اُس کو، کل کفیٰ بِاللہ کہتے ہیں

عروجِ معرفت ہے، اگر علی کی ذات پہچانی
ولی اللہ اُسکو، عارفِ باللہ کہتے ہیں

یداللہ فوق ایدیھم، کلام اللہ کہتے ہیں
وہ عینِ عشقِ حق ہیں جس کو عین اللہ کہتے ہیں

علی قرآنِ ناطق کو لسان اللہ کہتے ہیں
امام الاوّلیں سب اولیا اللہ کہتے ہیں

علی کی ذاتِ عالی کو اگر سمجھے خدا سمجھے
بشر جس کو لسان اللہ وجہ اللہ کہتے ہیں

حیاتِ جاوداں ملجاتی ہے ہر ایک مردہ کو
علی مشکل کُشا جب قُم باذن اللہ کہتے ہیں

یہ سچ ہے ابنِ مریم کو تو روح اللہ کہتے ہیں
نبی کے نور کے حصے کو نور اللہ کہتے ہیں

ہے محبوبِ خدا بے شک رسول اللہ کہتے ہیں
مگر محبوب کے محبوب اسد اللہ کہتے ہیں

علی جب سے بنا نقطہ ہے زیرِ بائے بسم اللہ
بلند آواز سے مومن بھی بِسم اللہ کہتے ہیں

مگر نقطہ یہی ننھا بنگیا بارِ گراں ایسا
کہ آپ آہستہ آہستہ سے بسم اللہ کہتے ہیں

اگر مومن حقیقی ہو علی کی پیروی کرتا
فقط پیروِ علی کو واصل باللہ کہتے ہیں

شہنشاہِ سخاوت نے تو خود نانِ جویں کھاکر
قطاریں کیں عطا تھیں فی سبیل اللہ کہتے ہیں

نہ حق کو مانتے اور جانتے، پہچانتے لیکن
زباں سے ذکر ہُو حق اور اِلا اللہ کہتے ہیں

پڑھی جو نعت ہم نے حیدری! اُٹھکر سرِ محفل
تو ہاتفِ غیب سے، مومن جزاک اللہ کہتے ہیں

قصیدہ-۴۶

الٰہی! ذات تیری پاک ہے، یکتا ہے، لاثانی
رہیگا نام تیرا باقی، اور ہر چیز ہے فانی

بڑھائے خالقِ اکبر نے جب درجاتِ انسانی
تو اشرف کُل مخلوقات سے ہے قدرِ انسانی

بہارِ خُمِ غدیری ہے سُہانی رُت ہے دیوانی
نہ کیونکر موجزن ہو، آئی ہے کوثر میں طغیانی

ہمیں بھی ظرفِ دل اپنے کی پیمائش تو کرنے دے
مئے حُبِّ علی کا دے چھلکتا جام طوفانی

کریں کیا؟ پیاس بجھتی ہی نہیں اللہ دے سہم
پلا دے مجھکو مئے ساقی! ملا کر عرقِ عرفانی

خدا نے بخشدی ساری خدائی اپنی مرضی سے
مبارک ہو تمہیں ساقی! دو عالم کی جہانبانی!

امامِ حق ہے جلوہ گر "سلونی" کی صدا سُن لو
حقیقی جانشیں نے آج پہنا تاجِ سُلطانی

صدا خیر العمل کی سُن کے آئے جھومتے مومن
نزولِ رحمتِ رب ہے بہ افراط و فراوانی

مدارج دیکھ لو گر مرتضیٰ کے چشمِ بینا سے
تو دیکھو گے علی کو عرش پہ باشانِ شایانی

ذرا شانِ نزول آیۂ اکملت کو دیکھو!
مکمل ہو گیا تھا دینِ حق بانصِ قرآنی

بُتوں کو توڑنے والا، سوارِ دوشِ احمد تھا
وہ کُل کفار کا قاتل ہے اور ہے شیرِ یزدانی

شبِ ہجرت کا تجھکو کیا بتاؤں رازِ پنہانی
عبادت سو نے سو نے ہو گئی باحکمِ ربّانی

علی معجز نما، بحرِ سخا، مشکل کشا حقّا!
صدائے یا علی سے ہوتی ہے مشکل میں آسانی

علی کے شاہزادے ہی گئے سردارِ جنّت کے
علی کی فاطمہ زوجہ ہے جنّت کی مہارانی

کہا اقبال نے، کوئی بشر نوری نہ ناری ہے
مگر ایک نسل نورانی ہے اور اک نسل شیطانی

بشر نوری وہی تھے، جو ہوئے اک نور سے پیدا
کہ جن کے رُخِ منور میں تھی نورِ حق کی تابانی

ہوئے تھے نور سے پیدا محمدؐ، آلِ احمد سب
برستا ابرِ رحمت جن پہ با برکاتِ یزدانی

وہ جن کے نام پر ہم روز و شب صلّیٰ علیٰ کہتے
وہی نورِ مجسم ہیں وہ ہیں مخلوقِ نورانی

وہی مفہوم تھے بے شک سوالِ ربِّ ارنی کے
وہی مصداق تھے قالوا بلیٰ کے تو نمی دانی

حدیثِ مصطفےٰ حق ہے، ہے جسکو بغض حیدرؑ سے
حلالی ہو نہیں سکتا، وہی ہے نسلِ شیطانی

محمدؐ اور علیؑ کو دونوں آنکھوں سے تُو دیکھا کر
فقط کیوں ایک کو ہے دیکھتا، کیا آنکھ ہے کانی ؟

ہے جس نے تفرقہ ڈالا خدا کے دینِ کامل میں
خدایا! دیکھ لے اُسکو، ہے ظالم ظلم کا بانی

بنا کر صورتِ درویش بنتے نام کے زاہد
تو ہم مفسد کو کہتے ہیں کہ جا تیری مرے نانی

بشر کا ڈالتے ہو جب کبھی تم نور پر پردہ !
تو ہم ہوشیار ہوتے ہیں، کہ ہے شیطاں کی شیطانی

بجز حُبِ علیؑ اعمال سب تیرے اکارت ہیں
تُو اپنے ہی کئے پر اپنے ہاتھوں پھیرتا پانی

علی سے بُغض رکھکر، دونوں عالم میں نہ رُسوا ہو
چرا کارے کند عاقل، کہ باز آید پشیمانی

تجھے کیا ہاتھ آئے گا علی سے دشمنی رکھ کر
رہیگا دودھ کا دودھ اور باقی پانی کا پانی

سبق گمراہی کا آدم کو حوا نے پڑھایا تھا !
مگر تم سچ بتاؤ کون تھی شیطاں کی اُستانی؟

کوئی تو عمر بھر رہتا ہے ہردم مرد میدانی
کوئی نامرد پیدا کرتا ہے عادات نسوانی

الٰہی اتحادِ مومنُ اُخوان پیدا کر
کہ تنظیم ویقیں سے زندگی گذرے بآسانی

تیرے اے شاعرِ مولےٰ مقابل ہو نہیں سکتے
نہ فردوسی نہ خاقانی ، نہ رومی، جامی، کاشانی

سخنور ہوں میں سرکارِ علی کا حیدری قنبر
ثنا خواں اپنے مولےٰ کا ہوں میں با جوشِ ایمانی

قصیدہ-۴۷

ساقی ! پلادے جام مئے مُشک ناب کا
لیکن ہو جام خاکِ درِ بُوتراب کا

ہیں میکدہ کے در پہ ہوئے جمع مومنین
اُنسو دبنا ہے جن کے لئے سنگ باب کا

رندوں کی محفلوں میں کیوں آتا ہے شیخ جی
پینا کہاں ہے کام کسی شیخ و شاب کا

خواہاں جو ہے اے دوستو چنگ و رباب کا
اس کو ہو کیا تمیز عتاب و ثواب کا

کیسے پیئے گا یارو مئے الفتِ علی
بے حس جو ہو گا دل کسی خانہ خراب کا

مت پوچھیئے کہ کیسے جلایا تھا فتنہ ساز
کیسے جگر کباب کیا دل کباب کا

جلتے رہیں گے، جلنے دو، سب دل جلے ہوئے
نعرہ لگاؤ ملکے شہِ بوتراب کا

کیسے بنیں گے دوست، جب ہے دشمنی صحیح
دشمن سمجھتے ہم ہیں عدو آنجناب کا

کرتا ہوں ذکر سیدِ عالی جناب کا
چوتھا ہے جانشیں رسالت مآب کا

سجا دیں کہوں کہ یا زین العبا کہوں
سالار تھا جو آلِ رسالت مآب کا

دینِ خدا کو جس نے تھا تابندہ کر دیا
والد وہی تو ہے شہِ عزّت مآب کا

خلقِ رسول، عزمِ حسین وحسن کا حلم
رُخ سے عیاں ہے رعب رخِ بوتراب کا

نورِ خدا جبینِ مبارک سے جلوہ گر
ہے رہنما و رہبر راہِ صواب کا

زنداں میں تو نے خاک نشینوں کے بادشہ
ظلمت میں بھی اُجالا کیا آفتاب کا

تیرے نثار سید و سلطانِ ساجدیں
عالم علوم عندہٗ علم الکتاب کا

والدِ امام، خود بھی امام اور پسر امام
دستور ہے یہ آلِ ولایت مآب کا

سرکارِ پنجتن کا سخنور ہوں حیدری!
کیا ڈر ہو مجھکو حشر کا یوم الحساب کا

قصیدہ-۴۸

جو دکھائے جلوۂ حق باخدا ایسا تو ہو!
بندہ جو ہو خانہ زادِ کبریا ایسا تو ہو!

سرورِ کونین و ختم الرسل و شاہِ مرسلین
نورِ حق سے ہو منوّر مصطفےٰ ایسا تو ہو!

مالکِ لولاک ہوا ور رحمت للعالمین !
حق شناس و حق پرست و حق نما ایسا تو ہو!

وہ نبیؐ قرآں ہوا ہو قلب پر جس کے نزول
رُوحِ یاسین و مزمّل انّما ایسا تو ہو !

وارثِ تختِ خلافت تاجدارِ ھل اتیٰ!
ہاں ولی اللہ وصیِ مُصطفےٰ ایسا تو ہو!

ماہرِ علم لدنّی کاشفِ رازِ نہاں
دے سرِ ممبر سلونی کی صدا، ایسا تو ہے!

قلزمِ ذخّار ہو جو دو کرم کے یا علی !
موجزن فیضِ خدا، بحرِ سخا ایسا تو ہو

بندہ ہو کر جو خدا کے کام بھی کرتا رہے
ہو گماں جس پر خدا کا باخدا ایسا تو ہے!

ورد ہو نادِ علی تو پہنچ جائے آن میں
رہبر و عقدہ کشا مشکل کشا ایسا تو ہو!

بارگاہِ ایزدی میں برگزیدہ بے مثال!
بس حقیقت میں خدا کے ماسوا ایسا تو ہو!

قرۃ العینین احمدؐ، نورِ چشم مرتضٰے
جانِ زہرا، روحِ حسن المجتبیٰ ایسا تو ہو!

رونقِ بیتِ حبیبِ کبریا ایسا تو ہو!
راکبِ دوشِ نبیؐ صلِ علیٰ ایسا تو ہو!

اوج ہو انسان کا ظاہر میں بشر مثلکم
اور ہو باطن میں جو نور الصفا ایسا تو ہو!

پائے استقلال میں جنبش نہ آنے دی کبھی
راہ حق میں قد رضینا بالقضا ایسا تو ہو!

ہو بنا اسلام کی پشت و پناہِ دینِ حق
راہ حق میں سر کٹائے از قفا ایسا تو ہو!

بارگاہِ ایزدی میں سرفراز و سربلند
سرفروش و سرفدا و سرجدا ایسا تو ہو!

صبرِ کُل، اَخلاقِ کل، ایثارِ کل، ایمان کل
شافعِ اُمت، شہیدِ کربلا ایسا تو ہو!

جس کا اک سجدہ ہو مخلوقات کی ساری نماز
سجدہ گاہ و قبلہ و قبلہ نما ایسا تو ہو!

آج کے دن کے تصدق، واسطے حسنین کے
یا خدا! مقبول ہو میری دعا، ایسا تو ہو!

منسلک اتحاد کی رسی میں ہو ہر فردِ قوم
خادم الملت بنے ہم یا خدا ایسا تو ہو!

دل سے دل مل جائے، ہم پلّہ ہوں ہم آہنگ ہم
ہو قدم سے جب قدم اپنا مِلا ایسا تو ہو!

ہوں علمبردارِ حریت، پاسبانِ دینِ حق
وقتِ مشکل کام آئیں، باوفا ایسا تو ہو!

ہوں محافظ اپنے حق کے اور حقوق النّاس کے
ہم مٹا دیں ظلم اور جور و جفا ایسا تو ہو!

مال و زر کچھ ہو نہ ہو ایمان کے شاہوکار ہوں
بندگانِ حق بنیں، ہوں پارسا، ایسا تو ہو!

باعمل اخلاقِ اسلامی سے دل ہوں مطمئن
سب سے آگے ہم بڑھیں ہو اتّقا، ایسا تو ہو!

منتظر فردوس مومن کا، ہیں حوریں بیقرار
دیکھو اب بھی کتنی رہتی یاں تو آ، ایسا تو ہو!

اہلبیتی کالسفینہ من رکب فیھا نجا
جو رُخِ طوفاں بدل دے ناخدا ایسا تو ہو!

حیدری! ایسا، غلامِ مرتضےٰ ایسا تو ہو!
جسکا ڈنکا بج رہا ہو جا بجا ایسا تو ہو!

قصیدہ-۴۹

نہ ہوتا میکدہ کعبہ، تو دیوانے کہاں جاتے؟
مئے حبِ علی میں مست متانے کہاں جاتے؟

امام الاوّلین کو مانتے ہو چوتھے نمبر پر
محبّت کے تیرے منہ بولے افسانے کہاں جاتے

نہ لاتے راہِ حق پر میرے مولا رہنما رہبر
تو بھولے بھٹکے یہ انساں خدا جانے کہاں جاتے؟

ٹھکانا گر نہ ہوتا ان کا جو مولا کے منکر ہیں
تو پھر یہ دل کے اندھے عقل کے کانے کہاں جاتے؟

خدا ملتا کہاں ہم کو، محمدؐ بھی کہاں ملتے؟
درِ حیدر نہ ملتا گر، تو کیا جانے کہاں جاتے؟

منور گر نہ کرتے شمع وہ رشد و ہدایت کی
خدارا سچ کہو ہم جیسے دیوانے کہاں جاتے؟

عرب سے اور عجم، ایران و ہندوستان سے آکر
نہ گر آباد کرتے ہم تو ویرانے کہاں جاتے؟

نہ دیتے دولتِ ایمان ہم جیسے غریبوں کو!
وفا ایمانِ کامل کے یہ پیمانے کہاں جاتے!

نہ گر منکنت مولا کیلئے ہم بر ملا پیتے!
تو پھر ساقی غدیرِ خم کے خم خانے کہاں جاتے؟

پروتے گر نہ حبل اللہ کی مضبوط رسی میں!
تو اس ٹوٹی ہوئی تسبیح کے دانے کہاں جاتے!

نہ آتے گر صدائے یا علی یہ وقتِ مشکل میں
تو کس کے پاس جاتے ہم، بلا لانے کہاں جاتے؟
تصور میں کریں تعمیر جو ہم محل خوابوں کے
اگر لمحائیں سب ہم کو تو خسخانے کہاں جاتے؟

مودّت گر نہ ذوالقربا سے کرتے اے جہاں والو!
عمل سب نیک و بد، سنت، فریضانے کہاں جاتے؟
تیرے اے حیدری! مومن اگر نا قدرداں ہوتے
تو شعر و نظم کے یہ بے بہا دانے کہاں جاتے؟

قصیدہ..۵

در جہاں رُتبہ ہے تیرا صاد و فے و دال و رے — صفدر
ساقی ہے تو دن قیامت کاف و واؤ ثے و سے — کوثر

سب سے پہلے آپ کو اللہ نے پیدا کیا
نور حق سے رخ تیرا ہے میم و نون و واو رے — منوّر

تو وصی برحق ہے پیغمبر کا اور شیر خدا
انبیا و اولیا کا الف و خے و تے و رے — اختر

حق نے بخشا آپ کو ہے ذوالجناح و ذوالفقار
نبی نے آپکو ہے دال و خے و تے و رے — دختر

ہے شرف کعبے کو تیرے ہی جنم سے مرتضےٰ
کعبہ ہے تیرا صدف تم گاف و واؤ ھے و رے — گوہر

آپ نے دینِ محمدؐ کو بڑھایا یا علی !
لشکرِ اسلام کے ہو الف و فے و سین و رے — افسر
شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لا فتیٰ ا ہو یا علی ! او رہے و ھے و بے و رے — رھبر

بُت شکن ہو، صف شکن ہو اور ہو شیرِ خدا
دو ہی انگلیوں سے اکھاڑا خے و یا و بے و رے — خیبر
آپ کی تلوار نے سرکش جھکائے بار بار
وار سے مارا ہے مرحب عین و نون و تے و رے — عنتر
جس کو بولے لحمک و لحمی رسولِ کبریا
کون ہو سکتا ہے اس کا ھے و میم و سین و رے — ھمسر
جو پھرا تم سے، وہ حق سے اور پیمبر سے پھرا
لعنت اللہ کی، ہے میم و نون و کاف و رے — منکر
ڈر نہ کرنا مومنو! تم روزِ محشر سے ذرا!
کرنے والا مشکل آساں حاے و یا و دال و رے — حیدر
نام گر تیرا کوئی پوچھے تو کہنا حیدری !
عین و لام و یائے کا بندہ قاف و نون و بے و رے — قنبر

قصیدہ-۵۱

آج گلزارِ محمدؐ کا گلِ تر دیکھئے !
خانۂ کعبہ میں ہے میلادِ حیدرؑ دیکھئے!

عرش سے اترا ہوا ماہِ منور دیکھئے !
ہاتھوں پہ احمدؐ کے ہے خورشیدِ خاور دیکھئے!

دوشِ احمدؐ دیکھئے، آغوشِ احمدؐ دیکھئے!
جھوم کر پڑھتے کلامِ پاک اکثر دیکھئے!

دستِ حیدرؑ دیکھئے، کلۂ اژدر دیکھئے!
آج معیارِ حلال و نطفۂ شر دیکھئے !

قوتِ بازوئے حیدرؑ کا مظاہر دیکھئے!
دو ہی انگلیوں سے اکھڑتے بابِ خیبر دیکھئے!

دستِ قدرت دیکھئے، آوازِ قدرت دیکھئے!
صورتِ زیبا ذرا پردہ ہٹا کر دیکھئے!

گر زیارت انبیائے ماسلف مقصود ہے
مرتضےٰ، مشکل کشا، مولائے قنبر دیکھئے!

کیوں نہ مٹ جائیگا باطل ہے یہ مٹ جانیکی چیز
شرط یہ ہے دل سے لیکے نامِ حیدرؑ دیکھئے!

اہلبیتی کسفینہ من رکب فیھا النجا
ناخدا و بادباں ہیں کون لنگر دیکھئے!

کوئی کرنے اکتفا نانِ جویں پر دیکھئے !
بیچتے ایماں کسی کو سیم و زر پر دیکھئے!

روکے گا رضواں درِ جنّت پہ کہدونگا اُسے
صورتِ حیدر رہے میرے نقشِ دل پہ دیکھئے!

وجد میں آئینگے ہم اور ساتھ ساری کائنات
ساقیا! کوثر کا اک ساغر پلا کر دیکھئے!

دیکھ لو بنتِ اسد جس کی بلائیں لیتی ہیں!
نام سے اس کے ہیں سب قدسی جُھکا کر دیکھئے!

مار نے اک وار سے مرحب اور عنتر دیکھئے
باڑھ میں تلوار کے جبریل کا پَر دیکھئے!

جاننے والے ہیں کہتے حیدری کو دیکھ کر
پنجتن کا خاص، سرکاری سخنور دیکھئے!

قصیدہ ۔ ۵۲

ہے آمدِ شہِ عالی جناب کعبے میں
سوال پیدا ہوا لاجواب کعبے میں

ہزار شکر کہ دستِ خدا سے ہم کو ملی
مئے ولائے ولایت مآب کعبے میں

یہ دیکھ شانِ امامت شہِ ولایت کی
گئے ہیں لینے رسالت مآب کعبے میں

ہیں قدر دانِ رسالت جو گود میں آکر
سُنائے جاتے ہیں اُم الکتاب کعبہ میں

ملا دے لب سے تو لبریز جام اے ساقی!
پئینگے بیٹھ کے خالص شراب کعبہ میں

تیرے جو نقشِ قدم پر چلیں گے اے ساقی!
نظر جو آئی ہے راہِ صواب کعبہ میں

جسے نہ دیکھ سکے کوہِ طور پر موسےٰ
وہی ہے نورِ خدا بے حجاب کعبہ میں

ستارے کچھ بھی نہیں ہیں، اگر علی چاہے
اُتر کے آئے مہ و آفتاب کعبہ میں

یہ کائناتیں ہیں کرتی سلام جھک جھک کر
حضور ہوتے ہیں جب باریاب کعبہ میں

تھا بحرِ علم سمایا جو ایک قطرہ میں
چُسایا پاک دہن کا لعاب کعبہ میں

صدا جرس کی سنی پنجگانہ چلتے رہے
تو کارواں سے ہوئے ہمرکاب کعبہ میں

محافظانِ حرم ہیں یہ چہاردہ معصوم
کوئی نہ کوئی ملیگا جناب کعبہ میں

اے جانشینِ علی و محمدِ عربی!
کریں ظہور حضور اب شتاب کعبہ میں

علی کے در سے ملا حیدری! تجھے سب کچھ
دُعائیں تیری ہوئیں مستجاب کعبہ میں

قصیدہ-۵۳

(ولادت حضرت علی المرتضیٰ)

ہر دو عالم کا شہنشہ احمدِ مختار ہے
جانشیں لا فصل اُنکا حیدرِ کرار ہے

نورِ احمدؐ اور علی نورٌ علیٰ وہ نور ہے
ہے وہ ناری جس کو اُنکے نور سے انکار ہے

ساقیا! ہوں بوترابی، جام کوثر آج دے
عید ہے، بزم علی ہے، حیدری دربار ہے

عرش پہ کیوں بلبل سدرہ نہ ہو نغمہ سرا
گھر خدا میں آنیوالا ایک برخوردار ہے

منہ کے بل سب گر گئے بیجان بت یہ جانکر
کعبہ میں پیدا ہوا حق کا علمبردار ہے

ابتدا آغوش میں، دوشِ نبیؐ پہ انتہا
جلوہ گر پردہ میں بھی وہ صاحبِ دیدار ہے

کیوں نہ دیکھیں نورِ مولا جلوہ گر ہر چیز میں
جو بشر حبِ علی میں سر بسر سرشار ہے

پانچ کو جب دیکھتا ہوں ایک آتا ہے نظر
ایک کو کافر ہے کہتا تین ہیں یا چار ہے

ہے تقاضائے محبت، دوست سے ہو دوستی
دشمنِ محبوب سے عاشق کا دل بیزار ہے

ہم ہیں متوالے علیؑ کے، بھاگ جائے خارجی!
ورنہ رگڑینگے تجھے، بچنا تیرا دشوار ہے

دوست کہلا کر، اگر دشمن بنے اولاد کا
یار ہوسکتا نہیں، اغیار ہے اغیار ہے

موٹی گردن، سر منڈا اور دیکھ داڑھی پاندار
کر یقیں مکار ہے عیار ہے، غدار ہے

بعدِ شادی، باکرہ بھی باکرہ رہتی نہیں
باپ کی عزت کا کیسے یہ بھلا معیار ہے؟!

بھا گئے تھے بھاگنے والے عجب انداز سے
ہاتھ میں جوتے لئے، پگڑی گلے کا ہار ہے

دیکھ جھنڈا ہاتھ میں، احمدؐ یہ فرمانے لگے
ہے علیؑ کرّار لافرار اور جرّار ہے

تو ذرا بی تیغ کا کیا صاف آب و تاب تھا؟
خشک غیرت سے ہوا آبِ دُرِ شہوار ہے۔

ہے محبانِ علیؑ ہی کے لیے جنت نبی
منکرِ شانِ علی ہی فی السقر فی النار ہے

اہلبیتی کسفینہ جو ہوا اس میں سوار
ہر دو عالم میں اُسی مومن کا بیڑا پار ہے

صبر کا کاسہ ہمارا ہو گیا لبریز ہے
قوم پر پیہم مظالم کا ہوا انبار ہے

مومنوں کو کیوں نہ اُلفت ہو کلام اللہ سے
حیدری پھولوں سے قرآں بن گیا گلزار ہے

مہدیِ آخر زماں! دنیا کو پاکستان کر
منتظر تیرا زمانہ سید و سردار ہے!

دولتِ ایمان سے ہم سب کو مالا مال کر
اے سخیِ دو جہاں! تیری سخی سرکار ہے

بندۂ ناچیز ہوں، لیکن مجھے یہ ناز ہے
میرا مولےٰ، میرا آقا حیدرِ کرّار ہے

ہے غلامِ شاہِ مرداں، حیدری میثاق میں
مدح خوانِ آلِ اطہر ذاکرِ زوّار ہے

قصیدہ۔۵۴

آج ہے عید سحر ہے کے مسرت نکلا
اُفقِ کعبہ سے خورشید ہدایت نکلا

صَلِّ اُتنے کی جو علی پہنکے خلعت نکلا
زیبِ تن کرتے ہوئے تاجِ امامت نکلا

ہے نہ محتاج جو تفسیروں کا ناطق قرآں
گوہرِ بحرِ فصاحت و بلاغت نکلا

بخشِ دیں نامِ خدا پہ تھیں قطاریں جسنے
قلزمِ جود و کرم، بحرِ سخاوت نکلا

شبِ معراج تھی آواز کسی کی آئی
ہاتھ کس کا تھا جو بن کر یدِ قدرت نکلا

کوئی سوتے ہوئے کرتا ہے مُرادیں حاصل
کوئی تھا غار سے روتے شبِ ہجرت نکلا

جو مقابل ہو عُمر کا ہے مکمل ایماں
قول حضرت کا یہ خندق میں ہے ثابت نکلا

حیدری! آج زبانِ قلمِ ناطق سے
شعر ہر ایک کلیدِ درِ جنّت نکلا

قصیدہ ۵۵

خدا کے گھر میں ہے ساقی! تیرا آباد میخانہ
بہار آئی ہے، بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ

کھڑے ہیں ٹکٹکی باندھے درِ کعبہ پہ متوالے
کہ خوشبوئے سبُو پہ مست ہے ہر ایک مستانہ

سقاھُم ربّھُم کہکر پلا ساقی! وہ پیمانہ
کہ محشر تک محبت میں رہوں مدہوش مستانہ

مزاجِ حیدرِ صفدر ازل سے ہے امیرانہ
حکیمانہ حلیمانہ، سخیانہ کریمانہ

میرے مولا نے کعبہ میں تھے بُت اس شان سے توڑے
قدم تھے میرے مولیٰ کے، رسول اللہ کا شانہ

محبت پنجتن کی اور ولائے حیدرِ صفدر
ہے مومن متقی کے دین اور ایماں کا پیمانہ

مساوات و اخوت مومنوں میں کیا ہے سمجھا دوں
ہر ایک موتی لڑی کا ہے، ہر اک تسبیح کا دانہ

عدوئے مرتضےٰ تو ہے غلامِ شاہِ مرداں میں
تیرا مذہب جداگانہ میرا مذہب جداگانہ

میرے مولا! میں تیرے نام پہ قربان ہو جاؤں
تو ہے شمعِ ہدایت اور میں تیرا ہوں پروانہ

سخیٔ دو جہاں کے در پہ سائل ہو کے آیا ہوں
بلب عجزِ حقیرانہ بہ اندازِ فقیرانہ

دلِ مومن، مکانِ حیدرِ کرّار ہوتا ہے
رکھو حُبِّ علی دل میں، کرو آباد ویرانہ

تو بنجا تابعِ آلِ نبی اور حیدری بنجا
بسیرا کر نجف میں تو بنا کر اپنا کاشانہ

شمار اے حیدرؔی، ہم ہو علی کے مدح خوانوں میں
صلہ میں تجھکو بھی مل جائیگا جنت کا پروانہ

قصیدہ-۵۶

گلشنِ حضرتِ احمدؐ میں بہار آئی ہے
گلبنِ صلِّ علیٰ بادِ صبا لائی ہے

رُوح پرور ہے فضا، رشکِ گلستاں صحرا
آج ساقی کو پسند انجمن آرائی ہے

آج رندانِ حرم مست ہیں میخانہ میں
رحمتِ حق کی گھٹا آج اُمنڈ آئی ہے

ہو مبارک کہ ہوا آج مکمل اسلام
عرش سے آیتِ اکملت اُتر آئی ہے

عید کے روز گلے ملکے ہیں کہتے مومن
آج حیدر نے محمدؐ کی جگہ پائی ہے

ٹھہر جاؤ، نہ بڑھو، لوٹ کے آؤ سُنلو
کانوں میں خیرِ عمل کی وہ صدا آئی ہے

دیکھو لو منبرِ پالاں ہے بنا عرشِ بریں
جس پہ تشریف نبیؐ پاک نے فرمائی ہے

لے کے بازو سے کہا ھٰذا علیؑ مولےٰ
جانشینی کی بلا فصل سند پائی ہے

جو نہ جانے گا علی کو، وہ خدا کو کیا جانے
واقفِ دین، نہ ایمان کا شناسائی ہے

منکرِ شانِ علی مفت مرے جاتے ہیں
چوٹ دل پہ ہے لگی جو نہ کبھی کھائی ہے

اِن دنوں جوشِ جنونِ شعرا رکیا کہیئے!
کوئی غالب، کوئی میرا ور کوئی مینائی ہے

ٹھوکریں مار کے مُردوں کو جلاتے تھے علیؑ
میرے مولےٰ کی بھی مشہور مسیحائی ہے

پوچھنے آئے ملک قبر میں، مولےٰ نے کہا!
چھوڑ دو، حیدری ہے اور میرا مولائی ہے

قصیدہ ۔ ۵۷

جو صدف کعبہ سے ہے گوہر کھلا
بے نظیر و بے مثل برتر کھلا

نور جو تھا طور پر جلوہ فگن
دیکھ لو، ہے وہ رخِ انور کھلا

پارۂ نورِ محمدؐ ہے علی
نورِ حق ہے ظاہر و اظہر کھلا

روزِ روشن ہو گیا اسلام آج
مہر عالمتاب کا منظر کھلا

پنجتن کی ذات میں عنصر ہیں پانچ
پانچواں ہے نور کا عنصر کھلا

قدر دانی دیکھ بیت اللہ کی
اک نیا دیوار میں تھا در کھلا

کیوں نہ ہو وہ کاشفِ رازِ نہاں
جو صفاتِ حق کا ہو مظہر کھلا

لامکاں کے گھر بھی آیا ہے مکیں
کیسے کہتے ہو ہے خالی گھر کھلا

گود میں دیدارِ احمدؐ جو کرے
پوچھئے اُن سے تو کیا منظر کھلا

دے دیے محبوبِ حق اپنی زبان
زوج ہے وہ طاہرہ دختر کھلا

جان تک دیدی علی کے ہاتھ پر
تھا مقدر جب تیرا اثر در کھلا

قوّتِ بازوئے حیدر بے نظیر
ایک جھٹکے سے درِ خیبر کھلا

جو تلے مرضات کے پیمانے میں
تھا وزن اُسکا سرِ بستر کھلا

سُن لے منبرِ سلونی کی صدا
راز سب بر آہ خلک در کھلا

غیر طرحی ہم سے صلواتیں سُنیں
شیخ جی کا آج ہے کیوں سر کھلا

خاک سمجھیگا نہ سمجھا وہ نہیں
دیکھئے ہے شیخ گھنچکر کھلا

جہل سے مجبور بوجہلی نہیں
سچ بتا انسان ہے یا خر کھلا

ہے میرا مشکل کشا مولےٰ علی
راہِ حق کا رہنما رہبر کھلا

حیدری! ہے اب سخی سرکار میں
خلد کے پروانہ کا دفتر کھلا !

قصیدہ ۵۸

میلاد کی یہ عید ہے موسم شباب میں
صلوات پڑھکے دھوئیں دہن کو اس آب میں

آیا ہے وہ زمانہ کہ جب ہم غلام سب
مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوتراب میں

اپنا نبیؐ نبیؐ تھا تھا مولےٰ علی علی
جب بوالبشر تھے موتوا مٹی میں، آب میں

ساطع کلام پاک کی تصدیق ہو گئی
ناطق قرآں ہے دستِ رسالت مآب میں

دیکر زباں بنایا وصی کو وزیر ہیں
اک مہر تھی لگا دی دہن کے لعاب میں

تعلیم کیا ہو جو ہے ازل سے پڑھا ہوا
کامل ہو جو علوم میں علم الکتاب میں

محبوبِ ذوالجلال جو معراج پر گئے
آواز کس کی تھی سُنی قوسین و نقاب میں

پردہ اٹھا کے دیکھ لیا تھا حضورؐ نے
حضرت بتائیں کون چُھپا تھا حجاب میں

استاد جبرئیل ہو جب میرا راہبر
تو ایک ہی کتاب ہے میرے نصاب میں

جسکی نے چکھی حلاوتِ حُبّ علی کی مے
لذّت نہ ہوگی ایسی طہورا شراب میں

آلِ نبی سے جس کی عداوت ہے بے حساب
اعمال کچھ بھی ہوں، ہے بھلا کس حساب میں

جب علم کچھ نہ ہو کسی بیٹے یا باپ میں
پھر کیا رکھا ہے دوستو! خالی خطاب میں

تشریف لائیں اے میرے مولا مدد کریں
ہے قوم ساری مشتعل و اضطراب میں

میں حیدّری! غلام ہوں، آیا ہوں عرضدار
سرکارِ نامدار شہِ بوتراب میں

قصیدہ (عید نوروز) - ۵۹

روںق فروزِ عید ہے نوروز کی ابھی
لائی مسرتیں ہے صبا منچلی ابھی

آئی بہار، کھل گئی ایمان کی کلی
محفل سے اُٹھ رہی ہے مہک خلد کی ابھی

ہاں ساقیا! پلا کے ہمیں بے حساب دیکھ
آجائیگی یہ وجد میں محفل بھری ابھی

خاکِ شفا کا جام و شرابِ طہور ہو
یٰسین کی ہو جام پہ سورت لکھی ہوئی

فہرست میں تو اپنے غلاموں کے ساقیا!
لکھ دے جو میرا نام بہ خطِ جلی ابھی

نہرِ لبن پہ اور کبھی طوبےٰ کے سائے میں
ہاتھوں سے تیرے لیں گے جو ہیں جنتی ابھی

چودہ کی چاندنی میں، اور مولےٰ کے ہاتھ سے
لے کر پئیں گے جام سبھی کوثری اُبھی!

پی کر مئے ولائے علی با خدا بنیں
رندانِ راہِ عشقِ حقیقی ابھی ابھی

ہستی کو چھوڑ اور تکبر کو ترک کر
خدمت گذار بن کے، مٹا دے خودی ابھی

تیغِ دو دم لے ہاتھ میں مردِ جری ابھی
زیرِ قدم رہے گی یہ دنیا تیری ابھی

ایماں کا نور ہو رُخِ انور سے جلوہ گر!
وردِ زباں ہو کلمۂ حق ہر گھڑی ابھی

اسلام کی اُمنگیں، طبیعت میں جوش ہو
جانوں پہ کھیل جانے کی ہو دل لگی ابھی

اسلام کی بھی جلد بہار آئے یا خدا!
محسوس ہو رہی ہے کسی کی کمی ابھی

غائب ہے جو کہ، جلد الٰہی کرے ظہور
ہم راہ تک رہے ہیں کہ جس شاہ کی ابھی

زیرِ قدم حضور ہو آنکھیں بچھی ہوئی
بیتِ خدا کی تاک ہو دل سے لگی ابھی

اُٹھے گا شور نعرۂ تکبیر و یا علی
حملہ کریں گے کفر پہ جب حیدری ابھی

کیوں مضطرب ہے دل نیرا کیوں بیقرار ہے
تیری مدد کو آتے ہیں مولے علی ابھی

سب رفع ہوں گی مشکلیں واللہ آن میں
دل کی زباں سے گر کہے تو یا علی ابھی

ایماں کی کسوٹی ہے یہی حبِ بوتراب
کھوٹے کھرے کو اُس سے پرکھ جوہری! ابھی

سرکارِ پنجتن میں اے سائل! سوال کر
دستِ دعا بلند کر اے ملتجی ابھی

معروف مومنوں میں ہوں شیعہ جناب کا
تھا حیدری ازل سے، تو قنبر علی ابھی

قصیدہ (خم غدیر) ۶۰

ہوتا ہے ذکر دوستو! پیروں کے پیر کا
مولائے کائنات جنابِ امیر کا

مستانہ وار جھوم کے محفل میں جاؤنگا
ساغر پلا دے ساقیا! خُم غدیر کا

یا ایُّھَا الرَّسُول ہے حکمِ کلام پاک!
کرنا ہے انتخاب وصی و وزیر کا

خیر العمل کی تھی صدا جم غفیر میں
تھا حجّت الوداع بشیر و نذیر کا

تمکنت کہکے آج رسولِ انام نے
مولا کیا علی کو صغیر و کبیر کا

دے دی سند رسول کو اکملت دینکم
کامل ہوا ہے دین خدائے قدیر کا

مشکل کشا زمانہ کے ہیں شاہِ لافتےٰ
حقا ہے جانشین بشیر و نذیر کا

بابِ علوم و مظہرِ رازِ خدا علی
ہے رازدان رازِ سمیعؑ بصیر کا

عینِ خدا، لسانِ خدا، دستِ حق علی
قسمت کہ ہے کرشمہ وہ ربِ قدیر کا

جس نے کیا تھا کفر کی ظلمت کو پاش پاش
ہے وہ شعاعِ نورِ سراجؑ منیر کا

نانِ جویں پہ جو کہ سدا اکتفا کرے
خواہاں ذرا نہ ہوگا وہ مالِ کثیر کا
تیر ا بھٹکنا یا تیرا اگر نا محال ہے
لے لے پکڑ لے ہاتھ میرے دستگیر کا

جس کا ہو ورد صبح و مسا یا علی مدد!
کیا خوف ہوگا موت کا، وقتِ اخیر کا
آئیں گے قبر میں میرے مولائے کائنات
کیا امتحان کا غم ہو یا منکر نکیر کا

میری تمنّا ہے یہی ہر وقت حیدری!
ہو وادی السّلام میں بستر فقیر کا

قصیدہ ۔ ۶۱

دیکھنا ہے تو نُورِ خدا دیکھنا
یعنے صلی علیٰ مصطفےٰ دیکھنا
دیکھ الحمد سے جا کے والناس تک
ہوگی اس کی ثنا جا بجا دیکھنا
رُوح یٰسین وطٰہٰ، مزمل کی جاں
ہے وہی آیۂ اِنما دیکھنا
حق نے پوچھا کہ محبوب! کیا چاہیئے
کہتے ہیں اُمتی مصطفےٰ دیکھنا
ہاتھ کس کا ہے، کس کی یہ آواز ہے
جب یہ پردہ ہٹے تو ذرا دیکھنا
دیکھنے ہوں اگر انبیائے سلف
وجہِ مولائے مشکل کشا دیکھنا
کھائے نانِ جویں اور بخشے قطار
میرے مولا کی جُود و سخا دیکھنا
عہد طفلی میں بھی کعبۃ اللہ میں
چیر کر پھینک دی اژدہا دیکھنا
مار کر جو کہ بندہ جِلا تا رہے
وہ نصیری کہیں گے خدا دیکھنا

جوہرِ تیغ حیدر کی بھی داد دے | جو پڑے ایک پر تو دُو تا دیکھنا
گر پرکھنے ہی ہیں تجھ کو کھوٹے کھرے | نعرۂ یا علی اک لگا دیکھنا
گر سمجھنا ہو مفہوم ذبحِ عظیم | تو شہیدانِ کرب و بلا دیکھنا
بوسہ گاہِ نبی پہ چلا کس طرح | خنجرِ بے حیا برملا دیکھنا
شام میں جا کے دربار و زندان میں | اہلبیتِ نبیؐ پر جفا دیکھنا
جو ہے باطن میں ظاہر وہ تو ہونے دے | نورِ اسلام کی پھر ضیا دیکھنا

حیدری! تم ہو مدّاح آلِ نبیؐ
تمکو ملجائے گا اب صِلا دیکھنا

قصیدہ (خُمِ غدیر) - ۶۲

بھلا کیا وصف یہ کم ہے کمالِ ضربِ حیدر کی
شکستِ بُت، صدا بن جاتی ہے اللہ اکبر کی

درِ ساقی پہ مرجائیں گے، لیکن در نہ چھوڑینگے
تمنّا ہے ہمیں ہر دم چھلکتے جامِ کوثر کی

مقدّر میں ہمارے کاتبِ تقدیر نے لکھی
سعادت ہم نشینی حضرتِ سلمان و بُوذر کی

ہو دستِ کبریا، اور کیوں نہ ہوں دو انگلیاں کافی
بھلا کیسے نہ کُھل جائے حقیقت بابِ خیبر کی

مئے حُبِّ علی، خُمِ غدیری سے جو ملتی ہے
اُتاری جاتی ہے دل میں، ضرورت ہے نہ ساغر کی

جہاں میں ہو گیا ہے آشکارا رازِ پنہانی
علی کو جانشینی مل گئی محبوبِ داور کی

ہوئی جب ناجپوشی والدِ شبیر و شبر کی
شہِ لولاک نے شمعِ امامت تھی منوّر کی

نبیؐ منکنت بولے اور خدا اکملت فرمائے
مکمّل دین ہو جائے، سند ہے یہ تقرر کی

اسی صورت سے ہم سب حیدری جنّت میں جائینگے
زباں پر یا علی، ہاتھوں میں دامن آلِ اطہر کی

بڑے رُتبوں پہ فائز ہیں غلامانِ شہِ مرداں
غلامی کر مدامی حیدری! حیدر کے قنبر کی

۶۳- ساقی نامہ (قصیدہ)

اے جانشینِ رسولِ اُنام اے ساقی!
ہو دینِ حق کے مدار المہام اے ساقی!

میرے ہو پیشوا، رہبر، امام اے ساقی!
قبول کیجئے میرا سلام اے ساقی!

تیرے ہیں در پہ سلامی مَلک و جنّ و بشر
خدا بھی بھیجے درود و سلام اے ساقی!

تمہارے ہاتھ کی پیتے ہیں، تیرے سر کی قسم!
جو لڑکھڑائیں، تو گرتوں کو تھام اے ساقی!

تیرا ہے رندوں پہ جو فیضِ عام اے ساقی!
رہے گا کون یہاں تشنہ کام اے ساقی!

تمام ماہ ہوں کیوں منتظر مہِ نو کے
جو دیکھتے رہیں ماہِ تمام اے ساقی!

بنے تھے حضرتِ موسےٰ کلیم متکلم
تو ہی فقط ہے خدا کا کلام اے ساقی!

صدا درود کی سُن لی تھی ہم نے قُلقُل میں
جُھکی صراحی برائے سلام اے ساقی!

پیئے ہیں، پیتے رہے ہیں اور پھر پیئیں گے ہم
مئے ولائے علی صبح و شام اے ساقی!

دلوں کو ہاتھوں میں لیکر ہوئیں گے ہم حاضر
ملے جو ہم کو شبو کا پیام اے ساقی!

عراق و شام و مدینہ میں خاص مشہد میں
نجف میں ہے تیرا دربارِ عام اے ساقی!

عناد و ظلم و ستم بڑھ گیا زمانے میں
زمانہ آیا ہے تھامو زمام اے ساقی!

خدا نے کر دیا ہے دوستانِ حیدر پر
عذابِ دوزخ مطلق حرام اے ساقی!

تیرے حسین کو روتے ہیں بطنِ مادر سے
جنم کے روز سے تا اختتام اے ساقی!

لکھی ہے کاتبِ تقدیر نے یہ قسمت میں
غلامی تیری شہا، میرے نام اے ساقی!

جبیں رکھتے ہیں سجدے میں جب بہرِ نماز
تو آتی ہے خوش بوسے امام اے ساقی!

تمام عمر ہے ہم نے بھی وصفِ حیدر کی
ہوں حیدری تیرا، ادنے غلام اے ساقی!

ولادتِ فاطمۃ الزہرا خیر النسائے عالمین ۶۴

پڑھ لو درود، آج ولادت ہے فاطمہؑ
کونین میں یہ روزِ سعادت ہے فاطمہؑ

بُستانِ مرتضےٰ کے چمن کی بہار ہے
سروِ روانِ راہِ ہدایت ہے فاطمہؑ

فرمایا جس کو بضعت منیِّ رسولؐ نے
ختم الرُّسل کی پاک بضاعت ہے فاطمہؑ

بیشک تو ہے نسائنا امّ الکتاب میں
تیری مودّت اجرِ رسالت ہے فاطمہؑ

جس نے سکھایا خلق کو اخلاقِ زوجیت
تقلید تیری اوجِ شرافت ہے فاطمہؑ

حکمِ خدا سے احمدِؐ مُرسل نے چھوڑ دی
محشر میں تیرے ہاتھ شفاعت ہے فاطمہؑ

بیٹی سخی کی، زوجہ سخی کی، سخی کی ماں
خود بھی سخی ہے، کانِ سخاوت ہے فاطمہؑ

حق بین وحق شناس وحق آگاہ خدا گواہ
رونق فروزِ تختِ صداقت ہے فاطمہؑ

ہوں حیدرؔی! غلام تیرے خاندان کا
قنبر ہوں، مجھ پہ خاص عنایت ہے فاطمہؑ

نعتیہ کلام-۶۵

مدینہ میں ہو گر میری باریابی تیرا روضہ شاہِ اُمم چوم لونگا
میں ہر گوشہ گوشہ میں جا جا کے ہر اک گلی کوچۂ محترم چوم لونگا

بڑی عاجزی انکساری ادب سے پڑھوں گا زیارت میں ختم الرسل کی
تیرے روضۂ پاک کو یا محمدؐ یقیناً خدا کی قسم چوم لونگا

خدا عزّ و جل میرے واحد احد ہیں، علی و محمدؐ ہیں من نورِ واحد!
میں وحدت کو کثرت پہ ترجیح دینا، بھلا کیسے باطل صنم چوم لونگا

قلم نے بحکمِ خدا لکھ دیا تھا، محمدؐ نے اقرار سے سب کچھ پڑھا تھا
جو مرقوم کرتا تھا اسمائے حسنیٰ، وہ دل سے میں لوح و قلم چوم لونگا

عَلَم کرکے تیغِ دودم لافتیٰ نے، کیا تھا جو اک وار مرحب کے سر پر
کیا دستخط جس نے جبریل کا پر، قلم کی زبانِ دودم چوم لونگا

دمِ نزع پڑھ لونگا نادِ علی جب سرہانے قدم رنجہ فرمائیں گے آپ:
سر آنکھیں ملونگا ہیں قدموں پہ مولے! عقیدت سے تیرے قدم چوم لونگا

لبِ حوض ہم جا کے ساقیِ کوثر کے قدموں پہ گر کر قدمبوس ہوں گے
جو دیدیگا ساقی مجھے جامِ کوثر تو مولے کا دستِ کرم چوم لوں گا

ہے کندہ یہ اسمِ گرامی علی کا بہ دروازہ باغِ ارم چوم لونگا:
مقدس معظم ہے اسمِ گرامی جہاں پر بھی ہوگا قدم چوم لونگا

مجھے کیا پتہ ہے وہ دیوار کیا تھی جو بنتِ اسد کیلئے شق ہوئی تھی
غلط ہے کہ بابِ حرم چوم لونگا، میں سارے کا سارا حرم چوم لونگا

فرشتوں کا ہم مشرب و ہمنوا ہوں، ہوں جاروبکش روضۂ کربلا کا
میں روضے مبارک کا اک رضہ خواں ہوں ضریحوں کو با چشمِ نم چوم لونگا

ولادتِ فاطمۃ الزہرا خیر النسائے عالمین ۶۴

پڑھ لو درود، آج ولادت ہے فاطمہؑ
کونین میں یہ روزِ سعادت ہے فاطمہؑ
بُستانِ مرتضےٰ کے چمن کی بہار ہے
سروِ روانِ راہِ ہدایت ہے فاطمہؑ
فرمایا جس کو بضعت منی رسولؐ نے
ختم الرُسل کی پاک بضاعت ہے فاطمہؑ
بیشک تو ہے نسائنا ام الکتاب میں
تیری مودّت اجرِ رسالت ہے فاطمہؑ
جس نے سکھایا خلق کو اخلاقِ زوجیت
تقلید تیری اوجِ شرافت ہے فاطمہؑ
حکمِ خدا سے احمدؐ مُرسل نے چھوڑ دی
محشر میں تیرے ہاتھ شفاعت ہے فاطمہؑ
بیٹی سخی کی، زوجہ سخی کی، سخی کی ماں
خود بھی سخی ہے، کانِ سخاوت ہے فاطمہؑ
حق بین وحق شناس وحق آگاہ خدا گواہ
رونق فروزِ تختِ صداقت ہے فاطمہؑ
ہوں حیدری! غلام تیرے خاندان کا
قنبر ہوں، مجھ پہ خاص عنایت ہے فاطمہؑ

نعتیہ کلام-۶۵

مدینہ میں ہو گر میری باریابی تیرا روضہ شاہِ اُمم چُوم لُونگا
میں ہر گوشہ گوشہ میں جا جا کے ہر اک گلی کوچۂ محترم چُوم لونگا

بڑی عاجزی اِنکساری ادب سے پڑھوں گا زیارت میں ختم الرسل کی
تیرے روضۂ پاک کو یا محمدؐ یقیناً خدا کی قسم چُوم لونگا

خدا عزّ و جل میرے واحد اَحد ہیں، علی و محمدؐ ہیں مِن نُورِ واحد!
میں وحدت کو کثرت پہ ترجیح دینا، بھلا کیسے باطل صنم چُوم لونگا

قلم نے بحکمِ خدا لکھ دیا تھا، محمدؐ نے اقرار سے سب کچھ پڑھا تھا
جو مرقوم کرتا تھا اسماءِ حُسنیٰ، وہ دل سے میں نُونٓ والقلم چُوم لونگا

عَلم کرکے تیغِ دودم لافتیٰ نے، کیا تھا جو اک وار مرحب کے سر پر
کیا دستخط جس نے جبریلِ کا پَر، قلم کی زبانِ دُو دَم چوم لونگا

دمِ نزع پڑھ لونگا نادِ علی جب سرہانے قدم رنجہ فرمائیں گے آپ:
سر آنکھیں ملونگا میں قدموں پہ مولا عقیدت سے تیرے قدم چُوم لونگا

لبِ حوض ہم جا کے ساقیِ کوثر کے قدموں پہ گر کر قدمبوس ہوں گے
جو دیگا ساقی مجھے جامِ کوثر تو مولا کا دستِ کرم چُوم لوں گا

ہے کندہ یہ اسمِ گرامی علی کا یہ دروازہ باغِ ارم چُوم لونگا:
مقدس معظم ہے اسمِ گرامی جہاں پر بھی ہوگا قدم چُوم لونگا

مجھے کیا پتہ ہے وہ دیوار کیا تھی جو بنتِ اسد کیلئے شق ہوئی تھی
غلط ہے کہ بابِ حرم چُوم لونگا، میں سارے کا سارا حرم چُوم لونگا

فرشتوں کا ہم مشرب و ہمنوا ہوں، ہوں جاروب کش روضۂ کربلا کا
میں روضے مبارک کا اِک روضہ خواں ہوں ضریحوں کو باچشمِ نم چُوم لونگا

اُٹھا کر چلے تھے جو مَشکِ سکینہ، وہ مشکیزہ میں دمبدم چُوم لونگا
تیرا اے علمدار عبّاس غازی! سر آنکھوں پہ رکھکر عَلم چُوم لونگا
ازل سے بنا ہوں میں قنبر علی کا، کیا مجھکو مولا نے ہے حیدری بھی
جہاں میرے مولا ہوئے تھے تولّد، وہاں جاکے خاکِ حرم چُوم لونگا

۶۶- (نعتیہ کلام) درود

درود آپ بھیجیں بنامِ محمدؐ
تو ہم بھی پڑھیں اِک سلامِ محمدؐ

گماں اِس پہ لاؤ نہ ہرگز بشر کا
کلامِ خدا ہے کلامِ محمدؐ

ہو جن و ملک انس کا ذکر ہی کیا
خدا خود پڑھے جب سلامِ محمدؐ

بیاں جس کا یٰسین اور اِنّما میں
ہے طٰہٰ فقط احتشامِ محمدؐ

شریعت، طریقت، یہی معرفت ہے
حقیقت ہے بس احترامِ محمدؐ

الف لام اور میم کا اک نہاں ہے
اشارہ بہ آلِ کرامِ محمدؐ

ہمارے لئے اسمِ اعظم یہی ہے
ہے صلّے علےٰ وردِ نامِ محمدؐ

نہ کیوں ضربِ ثقلین کی ہو عبادت
حسامِ علی ہے، حسامِ محمدؐ

مدینہ کا ہم مرتبہ کیا بتائیں
ہے عرشِ بریں زیرِ نامِ محمدؐ

الٰہی ہیں جو دارِ ہم پنجتن کے
ہوں سب عفوِ عصیاں بنامِ محمدؐ

مجھے خوفِ محشر ہوا ہے حیدری! کیوں ؟
ہے لطفِ علی، لطفِ عامِ محمدؐ

نعتیہ کلام - ۶۷

ہو وردِ زباں گر ثنائے محمدؐ
خدا بھی ملے اور رضائے محمدؐ

تیری منزلت کائناتوں سے آگے
ہے عرشِ بریں زیرِ پائے محمدؐ

خدا نے بلا کر جو محبوب دیکھا
پسند آئی ہر اک ادائے محمدؐ

ہو ہر رجس سے پاک و پاکیزہ طاہر
ہے تطہیر دیکھو ردائے محمدؐ

بنایا تھا آخر میں منگنت کیلئے
ولائے علی ہے ولائے محمدؐ

وہی دونوں عالم کا مختارِ کُل ہے
خدا سے جو چاہے، دلائے محمدؐ

قدم ہائے مولا پہ رکھوں گا سر کو
جو دیدار اپنا دکھائے محمدؐ

کلیدِ جناں نعرۂ یا علی ہے
سندِ جنتی ہے صدائے محمدؐ

قیامت کے میدان میں مومنوں سے
ملوں گا میں زیرِ لوائے محمدؐ

جو بگڑی ہو تقدیر تیری اے مومن!
قسم ہے خدا کی، بنائے محمدؐ

الٰہی خطا کار ہیں، بخش دینا
بحقِ علیؑ و برائے محمدؐ

کلیدِ جناں نعرۂ یا علی ہے
سندِ جنتی ہے صدائے محمدؐ

مقدر یا تقدیر کچھ بھی نہیں ہے
جو قسمت ہو بگڑی بنائے محمدؐ

وہی دونوں عالم کے مختارِ کُل ہیں
خدا سے جو چاہے دلائے محمدؐ

رحیما کریما بحق پنجتن کے!
مرادیں ہوں حاصل برائے محمدؐ

سخنور ہوں سرکارِ آلِ نبیؐ کا
میں بلبل ہوں نغمہ سرائے محمدؐ

تیرا مرتبہ حیدری! کیا کہیں ہم
ہو قنبر علیؑ، خاک پائے محمدؐ

چند نعتیہ بندِ مسدس-۶۸

(۱) دستارِ سرِ عرشِ معلّیٰ ہیں محمدؐ سردفترِ دیں، حاکمِ دنیا ہیں محمدؐ
بابِ کرمِ خالقِ یکتا ہیں محمدؐ مُردے کئے زندہ وہ مسیحا ہیں محمدؐ
دم مار سکے یاں کوئی، کیا تاب و تواں ہے
ذی رُوح ہیں قائل کہ یہی جانِ جہاں ہے

(۲) انگشترِ عالم کا نگینہ ہے محمدؐ طوفانِ بلا ہو تو سفینہ ہے محمدؐ
ایمان کی دولت کا خزینہ ہے محمدؐ جو علم کی حد ہے وہ مدینہ ہے محمدؐ
سرِ دفترِ اعجاز کرامت نہ ہو کیونکر
فاضل کو زمانہ میں فضیلت نہ ہو کیونکر

(۳) روشن گرِ مہرِ فلک آرا ہے محمدؐ جو عرش کے لائق ہے وہ تارا ہے محمدؐ
کیا غم کہ مددگار ہمارا ہے محمدؐ مجرم ہیں تو بخشش کا سہارا ہے محمدؐ
حق اپنی حمایت کا ادا کر دیا جس نے
اُمت پہ نواسے کو فدا کر دیا جس نے

(۴) کُرسی کا شرف، عرش کا زیور ہے محمدؐ ثانی نہیں جس کا وہ پیمبر ہے محمدؐ
صادر ہوا دیں جس سے وہ مصدر ہے محمدؐ جس گھر کے علی باب ہیں وہ گھر ہے محمدؐ
جُز الفتِ حیدر کوئی چارا نہیں ہوتا
بے طے کئے در، گھر میں گذارا نہیں ہوتا

مسدس-۶۹

(۱) محشر میں مومنوں کا سہارا حسین ہے
دینِ خدا کا راج دُلارا حسین ہے
سچ ہے، فقط نہ میرا تمہارا حسین ہے
ہر قوم کہتی ہے کہ ہمارا حسین ہے
تو مانگ لے شہید سے، کیوں مانگتا نہیں
قرآں کہے کہ زندہ ہے، ہرگز مرا نہیں

(۲) ارض و سما میں چار سُو اک شور و شین ہے
ماتم یہ مشرقین سے تا مغربین ہے
کس کا یہ اک زمانہ سے ماتم ہے بین ہے
ہر ایک کی زباں پہ صدا یا حسین ہے
سب پوُچھتے ہیں کون تھا کیسے ہوا شہید
اے کربلا! بتا دو کہ پیاسا ہوا شہید

(۳) خاتم نبیؐ ہے، جس کا نگینہ حسین ہے
اللہ کی رضا کا خزینہ حسین ہے
علم نبی کا شہر و مدینہ حسین ہے
طوفاں اگر اُٹھے تو سفینہ حسین ہے
دشمن تو اُس کا داخلِ نارِ جحیم ہے
اور دوست کے لئے بنی جنّت نعیم ہے

(۴) ابنِ رسولؐ، قرۃِ عینِ رسولؐ ہے
ماں اُس کی فاطمہ ہے جو زہرا بتول ہے
اس بادشہ پہ رحمتِ حق کا نزول ہے
صدقے میں اس کے ہوتی دعا سب قبول ہے
نانا ہے اس کا، جس پہ درود و سلام ہے
دینِ خدا بچانا فقط اس کا کام ہے

(۵) جس کیلئے ہے سوگ میں یہ ساری کائنات
روتی تھی رن میں فاطمہ بیٹے کو دن اور رات
ایسا کبھی ہوا ہے اے حلّال مشکلات
خنجر بہ حلق بھائی بہن کی ہو ملاقات
آنکھیں لگی ہوں راہِ رضائے رحیم پر
سجدہ میں سر ہو، روح ہو عرشِ عظیم پر

(۶) بس روک دے قلم کو بیاں کر تو مدّعا
اللہ کے حضور میں کر عرض التجا
بہرِ رسول، بہرِ علی، بہرِ فاطما
صدقے حسن، حسین کے مقبول ہو دعا
ہو جائیں جلد شاد اور آباد مومنین
دُنیا میں کامیاب ہو اولادِ مومنین

(۷) مدّاح ہوں علی کا ملی ہے سخنوری
لطفِ اللہ سے ہے میرا دینِ جعفری
مجھکو عطا ہوا ہے ز سرکارِ سروری
اعلیٰ یہی خطاب کہ قنبر ہے حیدری
مجھ کو تو سر بلند لے سبطِ رسولؐ کر
مولےٰ! عقیدتوں کا یہ ہدیہ قبول کر

مسدس ۔ ۰ ۷

حضرت عباس علیہ السلام کا میدان کارزار میں آنا

۱۔ گلشنِ حیدر کے وہ جانِ چمن جانِ بہار
ہے کلی ایسی کھلی ہے گل گلابی گل انار
وہ ہے خوشبو چھیڑتی جو قلب کی ہے تار تار
دل کی ہر دھڑکن بوقتِ یورشِ گل شاد کرتی پکار
دیکھنا شیرِ خدا کے شیرِ نر کی دھاڑ مار
لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی، لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار

۲۔ یہ وہی عباس ابنِ حیدرِ کرار ہے
جو حسین ابنِ علی کی فوج کا سالار ہے
باپ کی مانند یہ بھی قاتلِ کفار ہے
جو پکارے وقتِ مشکل اس کا بیڑا پار ہے
نام لے عباس کا شام و سحر لیل و نہار
لَا فَتٰی اِلَّا علی لا سیف اِلَّا ذوالفقار

۳۔ مردِ غازی لاجواب اور تیغ اس کی لاجواب
وہ چمک تھی تیغ کی جیسے ہو اترا آفتاب
سر پہ [illegible] جنگ کی تھی کہاب
[illegible] بے حساب
تیغ چلتی تھی چمک کر [illegible] ہر بار
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

۴۔ بجلیاں لپکتا ہے وہ لوگوں پر علی کا [illegible]
[illegible] ہو لیے لے گئے پھر کے ہاتھ سے [illegible]
بچ رہے تھے کہیں مرحب اور عنتر بے خبر
ڈر کے مارے چھپ گئے منہ کو لیکن [illegible]

تیغ تھی برقِ تپاں آتش فشاں اور شعلہ بار
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

۵۔ یہ وہی بجلی تھی جو خندق میں چمکی بدر میں
جب چمکتی تھی تو کہتے الاماں! سب خیبری
اُحد میں حنین میں کی ثبت مُہرِ برتری
جس کے حق میں دیکھ لو! ارشاد ہے پیغمبری

تول لو ساری عبادت اور اُس کا ایک وار
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

۶۔ وہ پری تھی قاف کی جو تھی گلے ملتی رہی
جان کی قرباں، دل و جاں کی کلی کھلتی رہی
آ نیام میں آ کر دل و جانِ عدو جلتی رہی
مثلِ طوفانِ بلا آتش فشاں چلتی رہی

ایک ہی تلوار تھی جو چار سو تھی شعلہ بار
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

۷۔ شام کے لشکر کے سر پہ موت منڈلاتی رہی
کون لا سکتا، مقابل فوج جو آتی رہی
کاٹ کر سر کو گری سینہ تلک جاتی رہی
[illegible] علی کی ہر ادا بھاتی رہی

[illegible]
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

۸- موت آجاتی تھی اور کلمہ نہ پڑھ سکتے عدو
پانی اتنا تیز تھا، جس میں تھے بہہ جاتے عدو
ٹھہرتے کیسے عدو، اکھڑے ہی جاتے تھے عدو
آنکھ جیسے ہی اُٹھاتے، منہ کی کھاتے تھے عدو
جب اُٹھی، چمکی، گری، تو خاک تھا گھوڑے سوار
لا فتیٰ اِلّا علی لا سیف اِلّا ذوالفقار

۹- باوفا تھا شہسوار و باوفا رہوار تھا
سارے دریا کا کنارا خوں سے لالہ زار تھا
تھا اکیلا، ایک لاکھوں دشمنوں پر بار تھا
سامنے آیا عدو تو فی السقر فی النار تھا
ہاں یہی عباس غازی ہے عرب کا شہسوار
لا فتیٰ اِلّا علی، لا سیف اِلّا ذوالفقار

۱۰- ہیبتِ عباس سے تھا رک گیا دنیا کا دور
برق ہو کر جب گری میداں میں اُٹھا ایک شور
گرمیِ برقِ تپاں محسوس کرتے تھے بہ گور
رستم و افراسیاب و بہمن و بہرام گور
الحفیظ و الاماں ہے وقت کی سن لو پکار
لا فتیٰ اِلّا علی لا سیف اِلّا ذوالفقار

۱۱- سامنے شعر و سخن کے دوستو! اُستاد ہیں
لیک علم و ذوق کے مضبوط سب بنیاد ہیں
جو پڑھاتے تھے سبق اُستاد نے سب یاد ہیں
جب کرے مولا مدد تو ہم بھی زندہ باد ہیں
قنبرِ حیدر تو ہر مشکل میں کہہ بیٹھا دو بار
لا فتیٰ اِلّا علی، لا سیف اِلّا ذوالفقار

۱۲۔ تھا حسینی فوج کا عبّاس پر دار و مدار
بے مثل ہمسوار تھا اور بے بہا تھا راہوار
شہسوار اُس کا ہمیشہ کامران و کامگار
خون آنکھوں میں اُترتا دیکھتا گر نابکار

جب سواری آئے اُسکی، با ادب ہو ہوشیار
لَا فتیٰ اِلَّا علی، لَا سیف اِلَّا ذوالفقار

۱۳۔ ڈال کر دریا میں گھوڑا اور جھنڈا گاڑ کر
یوں چلے مشکیزہ بھر کے جیسے ہو خیبر کا در
تھا عَلم کاندھے پہ رکھا، کر دیا سینہ سپر
آ بسا ساحل پر جو اسد اللہ کا شیرِ ببر

موت سستی ہو گئی تھی، زندگی جیسے اُدھار
لَا فتیٰ اِلَّا علی لَا سیف اِلَّا ذوالفقار

نظم ۔ ۱۷

ہوتی ہے صلِّ علیٰ سیّد و سادات کی بات
کس زباں سے ہو ادا اُن کے کمالات کی بات

جگمگاتی ہوئی تاروں بھری معراج کی رات
گئے بُراق پہ احمدؐ بہ درود و صلوات
کس کا تھا ہاتھ، ہوئی کس کے تھی آواز میں بات
ہو گئی عرشِ بریں پر جو ملاقات کی بات

قابِ قوسین او ادنیٰ کا مکاں جب آیا
کچھ نہ تھا فصل بلا فصل خدا کو پایا
سُن کے آواز، جو پردہ کو ذرا سرکایا
بالیقیں مل گئے مولا، ہے روایات کی بات

کبھی یہ چاند بھی دو ٹکڑے ہوا جاتا ہے
جب اشارہ ہوا، خورشید پلٹ آتا ہے
گھر میں مولا کے ستارہ بھی اُتر آتا ہے
ہیں یہ معجز نما انگلیوں کے اشارات کی بات

وصف میں اُن کے ہے قرآن سراسر دیکھو
نور دونوں کا ہے یکساں و برابر دیکھو
میرے مولا کو محمدؐ کا برادر دیکھو
جانے اللہ فقط دونوں کے درجات کی بات

چیر کر پھینک دیا کلّۂ اژدر کس نے
دو ہی انگلیوں سے اُکھاڑا درِ خیبر کس نے
دستخط کر دیا جبریل کا شہپر کس نے
کیا بتاؤں میرے مولا کے فتوحات کی بات

ہم نے دستور یہ دنیا کا نرالا دیکھا
اپنے ہی آپ کو بےعقل سمجھتا دانا
لیک مشکل میں بلاتے ہیں علی عقدہ کشا
ہوتی تھی جب بھی سوالات و جوابات کی بات

پاس ہوتے ہوئے کیوں دُور ہوئے جاتے ہیں
نور کی روشنی میں کُور ہوئے جاتے ہیں
گرمیِ جنگ میں کافور ہوئے جاتے ہیں
کچھ نہ سمجھی کبھی جانبازی و آلات کی بات

جھوٹ کہنا نہیں اچھا، تُو مگر کہتا ہے
ظلم و بیداد تُو دنیا میں کیا کرتا ہے
گر یتیموں کا تُو اک باغ بھی لے لیتا ہے
پھر نہ کرنا کبھی فردوس کے باغات کی بات

گر کسی کے لئے دل میں ہے محبّت بڑھتی
اُس کے محبوب کے دشمن سے ہے نفرت بڑھتی
جتنی بڑھتی ہے عداوت، ہے ذلالت بڑھتی
ظلم کرتا ہے وہ جتنا، ہے ملامت بڑھتی
مجھکو مت روک، یقیناً ہے یہ جذبات کی بات

دل میں رکھی تھی حفاظت سے ولائے حیدر
پہنچے جب روزِ قیامت لبِ حوضِ کوثر
دیدیا کوثر و تسنیم اور فردوس میں گھر
ہے یہ لطف و کرم و جود و عنایات کی بات

میں گِنا جاتا ہوں چودہ کے نمک خواروں میں
حیدّری! عرض ہے میرا سخی سرکاروں میں
نام ہو جائے میرا شہ کے عزاداروں میں
ہر دو عالم میں رکھیں لاج، یہ ہے بات کی بات

غزل-۷۲

جس کی سیرت سے کبھی دوسری سیرت نہ ملی
کیا ملا تجھ کو اگر علم و بصیرت نہ ملی
تو بشر کہتا ہے جس کو وہ بشر نوری تھا
ہر بشر کو کبھی پیغمبری خلعت نہ ملی
چھوٹی اک سورہ ہمیں مصحفِ ناطق میں ملی!
ہر دو عالم میں کبھی دوسری صورت نہ ملی
شکر صد شکر ملا رزق حلال و طیّب
رشوت و لوٹ کی ناپاک وہ دولت نہ ملی!
بے بقا دولتِ دنیا نہ ملی حسرت کیا؟
بیوقوفوں کی خدایا! ہمیں جنّت نہ ملی
نعمتیں لاکھوں اگر مل بھی گئیں کچھ نہ ملا
گر میرے قلب کو ایماں کی دولت نہ ملی
سوچ بے نفس کو کیوں آتشِ نمرود ملی
کیوں تجھے دوست بنا کبھی خلعت نہ ملی

غزل-۳۷

نظریں بدل گئیں تیرے ارکاں بدل گئے
افسانۂ حیات کے عنواں بدل گئے

کہتے ہیں نظم ہم بھی کبھی فری اسٹائیل میں
موضوع بدلنے سے میرے عنواں بدل گئے

گنتے ہیں رہتے آج کبھی تولتے تھیں
انسانیت کے وزن اور میزاں بدل گئے

تھے درد اور، دوا و درماں کبھی اور اور
باقی ہیں درد ، درد کے درماں بدل گئے

بدلے نہ تھے ، بدلتے نہ تھے جو، وہ آج کل
ماحول کے بدلنے سے چنداں بدل گئے

ایماں ہوا ضعیف تو اخلاق پست ہیں
حد ہو گئی کہ مردِ مسلماں بدل گئے

اے بھائیو! نہ کیوں ہوں یہاں فرقہ بندیاں
کل مومنؔ تو یاد ہے اخواں بدل گئے

بُستاں بدل گئے وہ گلستاں بدل گئے
بدلا چمن تو بلبلِ بُستاں بدل گئے

بدلا جمال، جلوۂ جاناں بدل گئے
محبوب جو تھے حشر بداماں بدل گئے

اے حُسن کی پری! تیرے ہیں بال و پر کٹے
زنجیر تھے جو زلف پریشاں بدل گئے

عشاق جس پہ مرتے تھے سب ڈوب ڈوب کر
بدلی جو چاہ ، چاہِ زنخداں بدل گئے!

ہیں لعل لب پسند اور شیریں لبی پسند
شیرینی اور مٹھاس کے خواہاں بدل گئے

جمپر ہے تنگ تنگ تو شلوار تنگ تنگ
تیرے دوپٹے ہائے میری جاں بدل گئے

پروانے مردہ باد تھے جس شمع پر کبھی
کہتے ہیں زندہ باد شمعداں بدل گئے

اقرار کر کے ، عہد اور پیماں بدل گئے
بدلے بدلنے والے مٹھو خاں ، بدل گئے

بیٹھک میں بیٹھے دیکھتے ہیں تیس مار خاں
گھر میں جو دیکھا ننھے کی اماں ، بدل گئے

اب پوچھتے نہیں ہیں بیچارے بشیر کو
تھے نا فرِ بشیر پہ قرباں ، بدل گئے

دکھلا تے حیدری! تھے جہاں اپنا بانکپن
وہ گوئے وہ میداں وہ چوگاں ، بدل گئے

ہوتے تھے حیدری! جو رہِ حق پہ گامزن
راہیں بدل گئیں وہ خیاباں بدل گئے

غزل۔۴۷

جہاں سے گئے مرد و زن کیسے کیسے!
تہِ خاک ہیں گلبدن کیسے کیسے!

خدا جانتا ہے کہ یہ موت کیا ہے؟
جدا ہوتے رُوح و بدن کیسے کیسے!

جو آباد تھیں بُقعۂ نور بن کر!
وہ ویراں ہوئے انجمن کیسے کیسے!

رہیں گے ہمیں یاد سب کارنامے!
پڑے تھے محاذوں پہ رن کیسے کیسے!

جھپٹتے ہوئے ایک شاہین دیکھا
اُڑے بھاگ زاغ و زغن کیسے کیسے!

محاذوں پہ اپنے وہ غازی نمازی
چلے باندھے سر پر کفن کیسے کیسے!

وہ لاہور سیکٹر کا بُستان دیکھو
بنا کر گئے گل چمن کیسے کیسے!

بندھائے کمر سے تھے بم غازیوں نے
مجسّم بنے ٹینک گن کیسے کیسے!

زباں پر نہ قائم کبھی بد چلن تھا
مٹا ئیگا اپنے چلن کیسے کیسے

صد افسوس! بازارِ لہو و لعب میں
لُٹاتے ہیں ایماں کا دَھن کیسے کیسے!

جو خواہان دولت کے، افراطِ زر کے
کھڑے کرتے ہیں اَہرمن کیسے کیسے!

انہیں کیا خبر، کیا ہے غربت کی آندھی
ہیں غربت میں دار و رسن کیسے کیسے!

صد افسوس! یارو! مسلمان ہو کر
ہیں پیتے شرابِ کہن کیسے کیسے؟

تجھے سنگدل سب بناتے بناتے
بنے بیٹھے ہیں سنگ دل کیسے کیسے!

تعجب ہے! تو شیخ بارِیش ہو کر
مناتے ہو شیریں دہن کیسے کیسے!

نہ پوچھو، ہے یہ راز جنّت میں جاکر
دکھائیں گے ہم بانکپن کیسے کیسے!

اے اسلام والو بہ نورِ محمدؐ
تھی ظلمت میں پھوٹی کرن کیسے کیسے!

مئے حبِّ حیدر میں سرشار ہو کر
رہے حیدری! تجھے مگن کیسے کیسے!

بعض اشعار (قطعات) ۵۷ء

جو شرک کرے اور بُت پُوجے ، اللہ کی وحدت کیا جانے ؟
جو عارف ہو نہ امامت کا ، وہ قدرِ رسالت کیا جانے ؟
جو پہنچا ہے نہ محبّت تک ، بیزاری و نفرت کیا جانے ؟
جب صدق نہ ہو صلوٰتوں میں تو معنیِ لعنت کیا جانے ؟
جو جھوٹا ہمیشہ جھوٹ کہے ، وہ صدق و صداقت کیا جانے !
جو عُمر کرے بے انصافی ، وہ عدل و عدالت کیا جانے ؟
ایک دور رہی چین سے سوجاتا ہے سائے میں تلواروں کے ؛
جو پاس ہی بیٹھے روتا ہے ، وہ قربِ رسالت کیا جانے ؟
جو خود ہو اُجالا ایماں کا وہ کفر کی ظلمت کیا جانے ؛
جو وصف علی کا سُن نہ سکے وہ چین و مسرّت کیا جانے ؛
جو دینِ خدا پہ محکم ہو بے دین کی بیعت کیا جانے ؟
ہو ساتھ نہ جس کے کل ایماں ، وہ روح کی راحت کیا جانے ؛

ایضاً

پڑے ہیں آنکھیں بچھائے تیری ہی راہوں میں
ہے مدّتوں سے تیرا انتظار کیا کہنا !
بُلایا نادِعلی پڑھ کے جب محمدؐ نے !
تو پہنچے آن میں دُلدل سوار کیا کہنا !
کہا جو یا علی ! ایماں کی اُمنگوں سے
تیرا یہ جوشِ دلِ بے قرار ! کیا کہنا !

قطعہ

حقیقت ہے، نہیں نغمہ سرائی
تو برحق جانشینِ مصطفائی
بتایا گھر خدا میں ہو کے پیدا
خدا میرا ہے، میری ہے خدائی

ایضاً

مسلماں، صاحبِ ایمان ہم ہیں
عطا جن کو ہوا قرآن ہم ہیں
محمد اور علی کے ہم ہیں پیرو
محبت کیوں نہ ہو، اخوان ہم ہیں

ایضاً

اے مولے! خاص ہے یہ لطف تیرا
جو لکھا نام ہے شعراء میں میرا
پڑھی جو نظم، ہاتف نے صدا دی
جزاك الله فی الدارین خیرا

ایضاً

ثنا خواں اہلبیت اطہار ہوں میں
سخنور سروری سرکار ہوں میں
ہوں میں ناچیز لیکن فخر یہ ہے
غلام حیدرِ کرار ہوں میں

MAAB 1431
maablib.org

قطعہ

میرے نبیؐ پہ درود اور سلام باقی ہے
میرا امام تو مالا کلام باقی ہے
پئے تقدس ساقی جھکے سلام کو ہم
تو مسکرا کے کہا، لے یہ جام باقی ہے!

ایضاً

اِس جنگ میں شیر دلانِ وطن، جو وار کیا وہ تول دیا
قربان وطن پہ ہونے لگے، جو فرد دیا انمول دیا
کفّار کے پاؤں جم نہ سکے اور ذہنِ الباطل ہونے لگا
جب حیدری! لیکے نام علی تھا ہم نے دھاوا بول دیا
تکبیر کے نعرے گونجے تھے، تھا نعرۂ حیدری وردِ زباں
تب فتح وظفر کا دروازہ، بسم اللہ کہہ کر کھول دیا

ایضاً

ہمیشہ کرتے رہے ہم تو لاکھ جتن
گیا نہ آپ کا لیکن منافقانہ چلن
پکارتے ہو علی کو تو وقتِ مشکل میں
مگر ہو حیدریوں سے ہمیشہ تم بدظن

ایضاً

جن میں کچھ ایماں نہ تھا، وہ تین تیرا ہو گئے
اُن کے ساتھی ساتھ میں سب نو دو گیارہ ہو گئے
ایک واحد نے بنایا جن کو اپنے نور سے
پانچ سے بارہ بنے، بارہ سے چودہ ہو گئے

قطعہ

خدا کو مانتا شیطان رہا، کرتا رہا سجدہ
ہوا مقہور، جو اک نُور والے کو نہیں مانا
گئے پہچان کر میداں سے سب نجران کے ناری
مگر اسلام والوں نے نہ جانا اور نہ پہچانا

ایضاً

خدائے واحد و برتر کا نام باقی ہے
کلامِ پاک، خدا کا کلام باقی ہے
یقین ہے کہ ہمارے ہیں چاردہ معصوم
تمہارا کون ہے، میرا امام باقی ہے

ایضاً

مئے وحدت کا میں شرابی ہوں
اور سلماں کا ہم رکابی ہوں
نام قنبر ہے، ہوں علی کا غلام
حیدری ہوں، اَبُو ترابی ہوں

ایضاً

رباعی پیش کرتا ہوں ہمہ تن گوش ہو جانا!
پڑھوں میں بائے بسم اللہ تو سب خاموش ہو جانا
مئے حبِّ علی پیتا ہوں، مومن کو پلاتا ہوں
نظر لگ جائے گی اے شیخ جی! روپوش ہو جانا

قطعہ

معراج تھا یا جلوہ وصیؐ وزیر کا
دیکھا کئے تھے دست جنابِ امیر کا
جو خاک تھی حضور کے نعلین سے لگی
ذرّہ تھا ایک خاک ہمارے خمیر کا

ایضاً

میدانِ حشر میں جب آئیں گے شیخ جی
مسجد کے چندہ کا بھرا تھیلا لئے ہوئے
پیلا رومال کاندھے پہ، مہندی ہے ریش پر
نارڑا ہے منہ میں، ہاتھ میں ڈھیلا لئے ہوئے

ایضاً

سندھ کا ایک ہوں میں باشندہ
میرا طالع ہوا جو فرخندہ
حبِّ حیدر تھی دل میں پائندہ
قلب روشن ہوا اور تابندہ
شعر کہنے لگا میں پائندہ
صدقِ دل سے جو حق کا جوئندہ
جو کہ جوئندہ ہے وہ یابندہ
دل ہے کہتا کہ ہوش کن بندہ!
کر عمل نیک جو رہے زندہ

گرچہ اعمال ہیں پراگندہ
حیدری! میں ہوں اور تیرا بندہ
ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ایضاً

شیخ جی دیکھئے جو شیلے ہیں
مشکلا نہیں بہت ہی جھیلے ہیں
مِل گئے مجھ کو مانگتے ڈھیلے
کہہ رہا ہیں تو، ایک گیلے ہیں

ایضاً

ڈھیلے گُم ہو گئے تھے تُربت سے
چور ظالم نے کچھ نہیں چھوڑا
کھوجی ہم بن گئے لگائی کھوج
چور اُن کا بھی شیخ جی نکلا

ایضاً

شیخ جی کے عمل ہزاروں ہیں
لاد کر لائیں گے وہ بیلوں پر
اتنے سینتے کہاں ملیں اعمال
نیکیاں مل گئی ہیں ڈھیلوں پر

مسدّس

کیوں نہ ہو دنیا میں دل پر نفس امّارہ کا راج
اپنے اعمالوں سے دیتے رہتے شیطاں کو خراج
جھوٹ پر مبنی ہے اب دنیا کا سارا کام کاج
سب کی رسوائی کا باعث ہے یہ زعمِ احتیاج
لیکن اب بھی جو ہے مومن متّقی پرہیزگار
اُس کی پوری کرتا ہے ہر مدّعا پروردگار

قطعہ

اگر اک دانۂ گندم نہ کھاتے آدم و حوّا
تو ہوتے جنّتی اور دونوں بچ جاتے مشقّت سے
ہے کھانا مکئی کا کام با برکات ایسا ہے
اگر شیطاں بھی کھا جاتا تو بچ جاتا تھا لعنت سے

ایضاً

بتائیں آپ کو ترکیب اک نرالی ہم!
اسکیم یہ نہ کیوں اے دوست! آل راؤنڈ بنے
کھلاؤ خوب غذارات شیخ ملّے کو
تو وقتِ صبح وہی کھاد چار پاؤنڈ بنے

قطعہ

یہ دورِ شمس و قمر کا نظام باقی ہے
حُرُوں کا فوجی جوانوں میں نام باقی ہے

ہوشیار و خبردار بُت پرستو سب
علی کا نام، علی کی حسام باقی ہے

قطعہ

عوام کے پیسے پر لوگو! قندیل یہ جلتا رہتا ہے
رعیّت بھی پلتی رہتی ہے، افسر بھی پلتا رہتا ہے
اکثر یہ سنتے آئے ہیں اِس ہاتھ سے دے اِس ہاتھ سے لے
اِس دور کو جب ہم نے دیکھا، دُن وے ہی چلتا رہتا ہے

قطعہ

کُل محمدؐ، کُل علی، کُل فاطمہ خیرالنساء
کُل حسن و کُل حسین و کُل بُو دزین العبا
کُل باقر و کُل جعفر و کُل کاظم مُوسےٰ رضا
کُل تقی و کُل نقی، کُل عسکری، مہدی ہدا

قطعہ

کیا صفت ہم کریں جو ہو ہمہ موصوف صفات
ہمہ تن جو ہر خوباں تو اُسے کیا کہیے ؟!

نہ ہوں اعمال، نہ افعال، نہ ایثار، نہ خُلق
مُنہ سے کہدتے ہوں "مسلمان" تو اُسے کیا کہیئے ؟!

ناپسندیدہ ہوں اعمال مگر اترائے
خود پہ بے وجہ ہو نازاں تو اُسے کیا کہیئے؟!

قطعہ

یہ کیسے تُو سمجھتا ہے اے مُورکھ!
کہ ہم نے بیل جوتا ہی نہیں ہے
ہوئی بندش ہے جب سے خانداں پر
ہیں کرتے رہتے ہم، ہوتا نہیں ہے
کوئی لیجا کے بہلائے کہیں تو
سُلاتے ہیں تو وہ سوتا نہیں ہے
اگر مل جاتا ہے اُس کو کھلونا
تو کھیلا کرتا ہے، رونا نہیں ہے

قطعہ

صلّی علیٰ ہوں کرتا اُذکار پنجتن کا
ادنےٰ سا ہوں سخنور سرکار پنجتن کا

گر شعر ایک میرا منظور کرلے مولےٰ
درباری ہوں گا شاعر دربار پنجتن کا

قطعہ

عین تو حشر کے دن ہوگا علاجِ عصیاں — ع
لام وہ لام کہ جو لحمک و لحمی کا نشان — ل
ی سے یارو! ہمیں ملتا ہے یداللہ کا پتہ — ی
پڑھو صلوٰت محبّو! کہ علی نام بنا ! — علی

قطعہ

پردہ اتار کر جو نہی شتر بے مہار
شیطاں کی نانی گر نہیں خالا ضرور ہے

ایمان کا اب تلک تو اُجالا ضرور ہے
اس پاک سرزمیں کو سنبھالا ضرور ہے

رشوت کا مال بانٹ کے ہم سب تو کھاتے ہیں
دو چار افسروں کو بھی پالا ضرور ہے

اب چپہ چپہ ملک کا ختون بن گیا
ہم دیکھتے جدھر بھی ہیں لالا ضرور ہے

خلاقِ عالمین نے ستمبر کی جنگ میں !
اے ارضِ پاک تجھ کو سنبھالا ضرور ہے

یہ جذبِ اختلاف ہے جاتا جہاں جہاں
اُن کے گلے میں پھولوں کی مالا ضرور ہے

انڈا یہ شاعری کا جو ہم پیش کرتے ہیں
کچا نہیں ہے، ہم نے اُبالا ضرور ہے

دو چار دن ہے جس کو قلمدان مل گیا
اخبار نے اُسے بھی اُچھالا ضرور ہے

تقریریں ہم بھی جھاڑتے پھرتے مگر اے دوست :
لب پر مُہر، زبان پر تالا ضرور ہے !

جرأت نہ کرنا جنگ کی اے بھارتی کبھی
فوجی جوان ہمارا جیالا ضرور ہے

آجا سفید فام ضیافت کریں تیری
روڑا چرس کا، بھنگ کا پیالا ضرور ہے

شادی کا بوجھ اب نہ رہا والدین پر
دولہا دلہن کو دیکھا اور بھالا ضرور ہے

برسوں جو جھونپڑوں میں رہے کوئے یار میں
مرغا بنا کے اُن کو نکالا ضرور ہے

مفسد جو رہتے موقع کے ہر وقت تاڑ میں
دینِ خدا میں تفرقہ ڈالا ضرور ہے

منہ ہے سفید فام مگر دل کا رنگ اور
دیکھو گے ایسی دال میں کالا ضرور ہے

دو چار دن کسی کو تو افسر بنا کے دیکھ
ماتحت اُن کا سسرا اور سالا ضرور ہے

محفل کی ابتدا تو ہے شانِ قلندری
آخر میں اس کے بھی "اوجھالا" ضرور ہے

مرکز ہے شاعری کا ادیبوں کا سینٹر
گر ٹوسٹڑی، کھنڈر نہیں ہالا ضرور ہے

دیکھو گے تو در آمدی لیسن کے ساتھ ساتھ
لوگوں کے لوٹنے کا قبالا ضرور ہے

قطعہ

ہم نے مانا اس جہاں میں سب ریا اور ریب ہے
ہے گراں سب جنس ایماں دل کا خالی جیب ہے
نعرۂ حیدر سے کیوں دل آپ کا ہے بیقرار
بات اتنی ہے کہ دل میں بغض کا آسیب ہے

قطعہ

لبِ کوثر پہ مولے ہوں گے ساقی تشنہ کاموں کے
وہی ہیں رہبرِ کامل ہیں آقا ہم غلاموں کے
مقابل ہوں اگر تیرے وہی نجران کے ناری
علی کا نام لے، جو نفس ہیں بارہ اماموں کے

بندِ مسدس

اِس پنجۂ پُرنور میں انگشت ہیں جو چار
ہیں تین لکیریں ہر اک انگشت میں اظہار
یہ بارہ اماموں کی خبر دیتی ہیں ہر بار
اور پانچویں انگشت میں دو نقش نمودار
پہچانو اسے خاصۂ قیوم ہیں چودہ
یہ ہاتھ خبر دیتا ہے معصوم ہیں چودہ

قطعہ

ہو عدل و انصاف جگ میں قائم، یہ دفع فسق و فجور بھی ہو
ہو دفع ظلم و ستم تشدّد، یہ ختم فتنہ، فتور بھی ہو
ہے مفسدوں کا فتور قائم، منافقوں کا وفور بھی ہے
طبع میں شرم و حیا نہیں ہے، دلوں میں کبر و غرور بھی ہے
تُو صدقے سیّد کے بخش یا رب! اگر ہمارا قصور بھی ہو!
تیرا کرم ہو تو سب مٹیں غم، دلِ حزیں کو سرور بھی ہو
جو میکدہ میں اے میرے مولا! ہماری خاطر ظہور بھی ہو
شمع کی حاجت نہیں ہے کوئی برستا تیرا یہ نور بھی ہو
پلا دے ایسا تُو جام ساقی! شراب بھی ہو، طہور بھی ہو!
جُھکیں، جو تیرے قدم پہ ساقی! خدا کا حاصل حضور بھی ہو

ایضاً

جو آنکھ کھولتا ہے علیؑ ولی کہہ کے
چمن میں بلبلِ حیدر بھی آکے یوں چہکے
اذاں جو کان میں گونجی غلامِ قنبر کے
تو ماں کی گود سے اُٹھا علی علی کہہ کے

قطعہ

تمنّا دل میں ہے ہر دم تجھے جنت میں جانے کی
سمجھ لے اے بنی آدم ! تمہارا حال کیا ہو گا؟
تباہی گھر کی ہوتی ہے، جہاں ہو ایک ہی سوکن
جہاں ہوں ساٹھ یکجا تو تمہارا حال کیا ہو گا؟

قطعہ

جو خدا کی دین سے ہو گھر میں آیا، کون دے؟
اپنا زر بے سُود کوئی مال کا جایا کون دے؟
ہے سزا کا خوف، اُمیدِ جزائے خیر بھی
موت کا اور قبر کا لیکن کرایا کون دے؟

قطعہ

خدایا ! آج کل ہر چیز پہ کیوں ٹیکس واجب ہے
وصولی کے بجز کچھ کام کرنے بھی نہیں دیتے
یہ مانا خرچ واجب ہے اگر انساں ہو درآمد
بجز اک ٹیکس کے افسوس ! مرنے بھی نہیں دیتے

قطعہ

ازل سے جو بنا عشاقِ گندم
وہ اب بھی عشقِ گندم میں مگن ہے
کیا ہے مکئی سے عقدِ ثانی
بڑھی گندم سے ابتک بھی لگن ہے

قطعہ

لگی لو مکئی سے واجباً اور احتراماً ہے
مگر گندم سے دل کی بستگی بھی احتجاجاً ہے
ہو ثانی عقد مکئی سے، مگر گندم کو مت بھولو
محبّت مکئی سے ہو مگر طوعاً و کرھاً ہو

قطعہ

ہم اب کھایا کریں گے روز مکئی، دال اور بھاجی
خوشی سے جو کرے اختیار، اُس پہ جبر کیا ہو گا
کیا رسوا تھا آدم کو، جو کھایا دانہ، گندم
ہزاروں ٹن ہیں کھاتے ہم، ہمارا حشر کیا ہو گا!

maablib.org

مناجات-۷۶

کیا حمد بیاں مجھ سے ہو اس کے سوا تیرا
تو خالقِ اکبر ہے میں عبد و گدا تیرا

ہے لوح و قلم تیرا، ہے قدر و قضا تیرا
ہے ارض و سما تیرا، ہے عرشِ علا تیرا

عاجز ہوں میرے مالک، عاصی ہوں تیرا بندہ
قاصر ہوں بھلا ہوگا، کیا حق ادا تیرا

میں کچھ نہیں ہوں لیکن، سب کچھ بھی ہو سکتا ہوں
چاہے اگر اے مولا! ہو شاہ گدا تیرا

برکت دے میرے مولا، تو میری کمائی میں
رزّاق دو عالم ہے، کھاتا ہوں دیا تیرا

انوارِ خدا سے جو اک نور منوّر ہے
وہ نورِ محمدؐ ہے، اے صلّی علے تیرا

اکملت کی آیت سے جو دین کیا کامل
اس دین کے پیرو پر، ہے لطف و عطا تیرا

تکبیر کے نعرہ سے، جب حیدری نعرہ ہو
مولا علی مشکل میں ہو عقدہ کشا تیرا

maablib.org